باب سوم

(عقیدہ حاضر وناظر)

Scanned with CamScanner

دعوے کی تنقیح

بدعتی حضرات کے اس خود ساختہ عقیدے کی بنیاد بھی چونکہ قرآن و حدیث نہیں بلکہ ہوا ءِ نفس ہے اس لئے اس باب میں بھی ان کے عقیدے متضاد ہیں جتنے منہ اتنے ہی عقیدے ملاحظہ ہو چند تضادات۔

بدعتی مذہب میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر ماننا بے ایمانی ہے

{۱} امیر دعوت اسلامی الیاس عطار رضوی صاحب اللہ تعالیٰ کو مطلق حاضر ناظر ماننے سے انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سوال: اللہ عزوجل کو حاضر ناظر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟؟

جواب: نہیں کہہ سکتے''۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص 571 مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی)

{۲} نواب احمد رضا خان بانی بریلویت لکھتے ہیں:

''اللہ عزوجل شہید و بصیر ہے۔ اسے حاضر و ناظر نہ کہنا چاہیئے''۔

(فتاوی رضویہ جلد نمبر 14 ص 688-689)

ایک جگہ یوں اللہ کو حاضر ناظر کہنے سے منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سوال: خدا کو ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عزوجل ہر جگہ سے پاک ہے یہ لفظ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز لازم ہے''۔

(فتاوی رضویہ جلد 14 ص 640-641، کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص 572)

{۳} بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ہر جگہ میں حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں''

(جاء الحق ص 168)

Scanned with CamScanner

آگے اسی طرح حاضر ناظر کے متعلق ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے''۔

(ایضاً ص 169)

{۴} بریلوی ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی صاحب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنے سے انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وہابیہ کا یوں کہنا کہ ''ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا یہ اللہ ہی کی شان ہے او ملخصاً۔ یہ محض جہالت و گمراہی و گمراہ گری ہے حاضر ناظر سرے سے صفات الٰہیہ سے نہیں اور نہ ان کا اطلاق اللہ پر جائز''۔

(فتاوی ملک العلماء ص 297)

{۵} نبیرہ اعلیٰ حضرت مولوی مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنے سے متعلق لکھتے ہیں:

''جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت میں کسی کو شریک ماننا شرک ہے اسی طرح مخلوق کی صفت میں اللہ کی شرکت ماننا کفر ہے بحمدہ تعالیٰ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ حاضر و ناظر کے معانی حقیقتہً اللہ کے شان نہیں۔ اس لیے کہ وہ تمام معانی لوازم اجسام ہیں تو وہ اس کیلئے ہو سکتے ہیں جو جسم ہو تو اسے ہر جگہ حاضر ناظر ماننا اسے جسم کہنا ہے

تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً

یہاں سے ظاہر کہ اہلسنت پر اللہ کی صفت ثابت کی ہے اور یہ آپ کی کوئی نئی نہیں بلکہ آپ کے امام الطائفہ نے بھی خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہہ کر اس کی توہین کی ہے پھر اس منہ سے توحید پرست بنتے ہو اور دوسروں کو مشرک بتاتے ہو۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی''۔

(انوار رضا ص 115 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

مفتی ازہری صاحب مزید لکھتے ہیں:

Scanned with CamScanner

"اور میاں جی ہر جگہ حاضر ناظر خدا کیلئے خاص بتا چکے اور اس طرح اپنی توحید مذعوم میں روافض سے مل چکے جو حضرت علیؓ کی نسبتاً حلول کا اعتقاد رکھتے ہیں بلکہ مشرکین کے بھی مشابہہ ہو گئے جو رام کو ہر شئے میں رما ہوا جانتے ہیں"۔

(انوار رضا ص 117)

مندرجہ بالا تحریرات اپنے مطالب میں بالکل واضح اور صاف ہیں ان میں کوئی پیچیدگی نہیں پائی جاتی۔ بریلویوں کا نظریہ اللہ پاک کے حاضر ناظر ہونے کے متعلق ناظرین ہم نے آپ کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے۔ اس پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر نہیں کہہ سکتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر نہ کہنا چاہئے۔

(۳) یہ لفظ بہت برے معنیٰ کا احتمال رکھتا ہے۔

(۴) یہ خدا کی صفت نہیں

(۵) خدا کیلئے اس صفت کو ماننا بے دینی ہے۔

(۶) یہ سرے سے اللہ کی صفت ہی نہیں اس لئے سرے سے اس کا اطلاق ہی جائز نہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنا جہالت و گمراہی ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنا شرک ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنے والے رافضی ہیں۔

(۱۰) یہ لوگ مشرک بھی ہیں۔

تلك عشرة كاملة

بدعتی اشکال

اللہ پاک جگہ مکان سے پاک ہے اس لیے اللہ کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننا جائز نہیں۔ ہم نے جو بے دینی

Scanned with CamScanner

یا کفر کا کہا وہ تو اس عقیدے پر کہ اللہ کو "ہر جگہ میں" حاضر ناظر مانا جائے اگر مطلق مکان و جگہ سے پاک مانا جائے تو بے دینی یا کفر نہیں۔

الجواب

(i) یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ اللہ پاک جگہ مکان سے پاک ہے۔ اللہ پاک کو کسی مکان وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے مگر "اللہ پاک ہر جگہ حاضر ناظر ہے" سے:

۱۔ اللہ پاک کا جسم مراد لینا۔

۲۔ اللہ پاک کے لئے جگہ ضروری مراد لینا۔

یہ بدعتی جہالتوں میں سے ایک بڑی جہالت ہے۔ اس کا ثبوت گھر سے ہی ملاحظہ کریں۔

بریلوی رئیس المناظرین مولوی نظام الدین ملتانی صاحب اللہ پاک کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگر آپ کی ذات کو علم غیب استقلالی سمجھتا ہے اور بذاتہ ہر جگہ و ہر مقام میں خداوند کریم کی مانند سمجھتا ہے تو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔"

(انوار شریعت جلد دوم ص 243)

غور کریں کہ

اس آدمی نے اللہ پاک کو ہر جگہ و ہر مقام میں حاضر ناظر مانا اور پھر کہا کہ اگر اس طرح بذاتہ کسی اور کو حاضر ناظر مانا جائے تو وہ کافر ہے۔

بدعتی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

"اسی طرح ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ ہونا خدا تعالیٰ کی صفت ہے"

(معلم تقریر ص 147 مطبوعہ الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور)

شاید بدعتی اس تحریر کو دیکھ کر اپنی جہالت کا ثبوت دینے کی کوشش کریں کہ اس میں تو "حاضر ناظر" کا لفظ نہیں تو ہم اتمام حجت کرتے ہوئے بدعتی حکیم الامت صاحب کی ایک اور عبارت پیش کر دیتے ہیں:

Scanned with CamScanner

"وہ تو ہر جگہ ہمارے ساتھ حاضر ہے"

(معلم تقریر ص146)

اب مزید بدعتی تضاد دیکھو کہ:

بدعتی رئیس المناظرین مفتی نظام الدین ملتانی صاحب لکھتے ہیں کہ: "ہر آن اور ہر وقت حاضر و ناظر خداوند کریم لم یلد ولم یولد کا خاصہ ہے" آگے لکھتے ہیں کہ:

"اللہ کی صفات ذاتیہ میں کسی انبیاء و اولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا ہی سمجھنا اور اس پر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے"۔

(انوار شریعت جلد دوم ص 239)

مگر دوسری طرف بدعتی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی کی بھی سن لیں جو حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ لکھتے ہیں کہ:

"حضور علیہ السلام ہر جگہ ہیں"۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

"ایسے ہی وہ محبوب ﷺ ہر آن ہمارے ساتھ ہیں"۔

(معلم تقریر ص148)

آخری الفاظ یہ لکھے کہ:

"نبی علیہ السلام ہر وقت ساتھ ہیں"۔

(ایضاً ص148)

اب مفتی صاحب کے نزدیک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر آن ہر جگہ ہمارے ساتھ حاضر ناظر ہے جو مفتی نظام الدین ملتانی کے فتوے میں صریح کفر ہے تو بدعتی حکیم الامت نظام الدین کی رو سے کافر ہو گئے۔ یہ تو حال ہے بدعتی علماء کا۔ بہر حال بدعتی حکیم الامت اور بدعتی رئیس المناظرین نے "ہر جگہ" کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے جو بدعتی حضرات کے نزدیک:

☆ مشرک کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ روافض سے جاملتا ہے۔
☆ اللہ پاک کے لئے جسم ماننے والا ہے۔
☆ گمراہ کرنے والا ہے۔
☆ جاہل ہے۔
☆ گمراہ ہے۔
☆ اللہ کی توہین کرنے والا ہے۔
☆ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے۔

اب یہ سارے فتوے مفتی احمد یار گجراتی پر اور نظام الدین ملتانی پر فٹ ہو گئے۔

(ii) پھر آپ کے فاضل بریلوی نے یہ کہا کہ:

''اللہ پاک ہر جگہ حاضر ہے''

بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس لیے اس سے احتراز لازم ہے۔

برے معنی کے احتمال کی وجہ سے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کو ''راعنا'' کہنے سے روکا جا سکتا ہے اور اس پہ وعید سنائی جا سکتی ہے تو پھر کیا یہ وعید تمہارے مفتی صاحبان کے لئے نہیں ہو سکتی؟

بدعتی حضرات کے ہاں حاضر ناظر اللہ کے لئے منع ہے

کیونکہ آل بدعت کے ہاں حاضر ناظر کا معنی جسم کے ساتھ اور آنکھ کے ساتھ موجود ہونا ہے۔(تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے)

فاضل بریلوی کا اصول ہے کہ:

''جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا''۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص 139)

تو پھر اس اصول سے اللہ کے لئے بھلا حاضر ناظر کا استعمال کا جواز کہاں سے نکلے گا؟ لہٰذا اگر

Scanned with CamScanner

بالفرض آپ کی تاویل مان بھی لیجائے تب بھی برے معنی کے احتمال کی وجہ سے اس کا اطلاق آپ کے فتوؤں کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر جائز نہ ہوگا جب اللہ پاک حاضر ناظر ہوا تو ہر جگہ حاضر ناظر بھی ہوا۔

بدعتی اکابر کا اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر تسلیم کرنا

(۱) مولانا نظام الدین ملتانی لکھتا ہے:

''اگر آپ کی ذات کو علم غیب استقلالی سمجھتا ہے اور بذاتہ ہر جگہ و ہر مقام میں خداوند کریم کی مانند سمجھتا ہے تو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔''

(انوار شریعت جلد دوم ص 243)

(۲) بدعتی مناظر اعظم نظام الدین ملتانی لکھتا ہے:

''اگر کسے اعتقاد دارکہ ارواح مشائخ حاضر اند و ہر چیز میداند او چہ حکم است؟

جواب: اوکافر است فی البزازیہ من قال ارواح المشائخ حاضرون یعلمون یکفر''۔

(انوار شریعت ج ا ص 239 سنی دارالاشاعت فیصل آباد)

اگر کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ ارواح مشائخ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتی ہیں اور ہر چیز جانتی ہیں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر ہے فتاوی بزازیہ میں ہے جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور ہمارے حالات جانتی ہیں وہ کافر ہے۔

(۳) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''ہر آن ہر وقت حاضر ناظر خداوند کریم لم یلد ولم یولد کا خاصہ ہے اور وہ ذات لایزال لیس کمثلہ شیء ہے اور اس کی صفات بھی لیس کمثلہ شیء ہیں اور اسی طرح کی صفات ذاتیہ میں کسی انبیاء اولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا سمجھنا اور اس پر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے چنانچہ فتاوی بزازیہ سے مولانا عبدالحیٔ مرحوم و مغفور اپنے فتاوی جلد اول ص 328 و جلد 3 ص 5 میں بائیں

طور پر تحریر فرماتے ہیں:

''و تزوج بلا شہود و قال خدائے و رسول و فرشتگان را گواہ کردم یکفر لانہ اعتقد ان الرسول و الملک یعلمان الغیب و نیز بزازیہ است وعن ھذا قال علمائنا من قال ان الارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر''

(انوار شریعت، ج 2 ص 239)

(۴) بدعتی مناظر مفتی عبد الرحیم سکندری لکھتا ہے:

حاضر ناظر ہونا خدا کی خاص صفت ہے اس میں دوسرا کوئی بھی شریک نہیں اس عقیدے سے کسی بھی سنی عالم کو اختلاف نہیں بے شک حاضر و ناظر ہونا خدا تعالی کی خاص صفت ہے''۔

(سیف سکندری ص 78 ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) حاضر و ناظر ہونا خدا کی خاص صفت ہے۔

(۲) ظاہر ہے کہ جو خدا کی خاص صفت میں کسی کو شریک کرے گا وہ مشرک ہوگا اور بریلویوں نے نہ صرف تمام انبیاء علیہم السلام بلکہ شیطان تک کو معاذ اللہ حاضر و ناظر مانا تفصیل اپنے مقام پر آرہی ہے۔ ان شاء اللہ۔

(۳) ما قبل میں جن بدعتی علماء و اکابر نے اللہ تعالی کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کیا وہ سب اللہ تعالی کی صفت خاصہ کے منکر ہو کر بے ایمان ہوئے۔

(۴) سکندری کہتا ہے کہ خدا کے حاضر ناضر ہونے میں کسی سنی کو اختلاف نہیں لہذا ما قبل میں جن بدعتیوں نے اختلاف کیا ان میں سے کوئی بھی سنی نہیں۔

(۵) مولانا عبد السمیع رامپوری صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

''کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لے کر تا تحت الثری ہر مکان ہر زمان ہر آن میں اللہ تعالی کی طرح حاضر و ناظر ہو''۔

Scanned with CamScanner

(انوار ساطعہ ص 432 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

رامپوری صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی عرش سے لیکر تحت الثری ہر مکان میں حاضر و ناظر ہے اس کتاب پر مولوی احمد رضا خان بریلوی کی بھی تقریظ ہے لہذا ما قبل میں ذکر کردہ فتووں کی زد میں یہ دونوں حضرات آتے ہیں۔

(۶) خلیفہ اعلیٰ حضرت ابوالبرکات لکھتا ہے:

"بے شک عالم الغیب بالذات حاضر و ناظر خدا تعالی ہی ہے"۔

(رسائل و مناظرے ابوالبرکات ص 100)

Scanned with CamScanner

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ماننے پر بدعتی متضاد دعوے

پہلا عقیدہ

مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

"عالم میں حاضر ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرنے اور صدہا کوس پر حاجتمند کی حاجت روائی کرے"۔

(جاء الحق ص 145)

اس میں حاضر و ناظر، کلی علم غیب اور حاجت روائی تمام کو حاضر ناظر کے مفہوم میں داخل کر دیا گیا ہے۔ البتہ اس عقیدے میں ذات کو صرف ایک جگہ مانا گیا ہے ہر جگہ ہر وقت اس کی موجودگی کا انکار کیا گیا ہے۔ مفتی صاحب کی اس عبارت کا سر دست رد ہم خود انہی کے مذہب کے غزالی احمد سعید کاظمی صاحب سے کر دیتے ہیں:

"بعض حضرات نے فرط عقیدت کی بنا پر تصرفات استمداد اور علم غیب تینوں مسئلوں کو حاضر و ناظر کے مفہوم میں شامل کر دیا ہے اور اس طرح حاضر و ناظر کا مسئلہ مختلف فیہ مسائل کا ایک معجون مرکب بن کر رہ گیا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ بحث و مناظرہ کے وقت مدعی و مجیب کے لئے بیان دعوی میں مشکلات پیش آئیں۔۔۔۔ لیکن یہ تینوں مسئلے الگ الگ مستقل حیثیت رکھتے ہیں حاضر و ناظر کے مفہوم میں داخل نہیں"۔

(تسکین الخواطر ص 19)

اس کا مطلب ہے کہ عقیدہ حاضر ناظر کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت روائی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں عقیدے اس مفہوم میں داخل نہیں بلکہ اس کا کچھ اور مطلب ہے۔

Scanned with CamScanner

دوسرا عقیدہ

مولانا احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کیلئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر جگہ پر ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جز میں موجود ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم ﷺ کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرے میں جاری و ساری ہے جس کی بناء پر حضور ﷺ اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں"۔

(تسکین الخواطر ص 20)

گویا کاظمی صاحب کے نزدیک نہ تو نبی کریم ﷺ جسم مبارک کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

(۲) نہ تو آپ ﷺ کی روح ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

(۳) نہ تو اپنی قبر مبارک سے تمام جہاں کو دست اقدس سے ملاحظہ فرما رہے ہیں اس معنی میں حاضر و ناظر ہیں۔

بلکہ ان کے نزدیک روح محمدی ﷺ کی حقیقت عالم کے تمام ذرات میں جاری و ساری ہے اور آپ ﷺ اپنی روحانیت و نورانیت کے اعتبار سے حاضر ناظر ہیں یعنی نبی کریم ﷺ کی ذات ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں بلکہ ان کی صفت نورانیت حاضر ناظر ہے۔

پھر عقیدے کا تضاد ملاحظہ فرمائیں کہ پہلے کہا کہ روح عالم ﷺ کی حقیقت ہر ذرے میں موجود ہے مگر آگے کہتے ہیں کہ روحانیت و نورانیت متعدد مقامات پر موجود ہے گویا تمام عالم میں موجود ہونے کی نفی کر دی بلکہ صرف متعدد جگہ پر نورانیت کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔

دراصل کاظمی صاحب "حقیقت محمدیہ" کو حاضر ناظر کہہ رہے ہیں اس مسئلہ کی تفسیر اپنے مقام پر آرہی ہے۔

تیسرا عقیدہ

یہی کاظمی صاحب اب ایک اور عقیدہ پیش کرتے ہیں:

Scanned with CamScanner

''حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا ناظر ہونے کا مفہوم ہے''۔
(تسکین الخواطر ص 20)

گویا اس عقیدے کی رو سے خود حضور ﷺ بجسدہ اپنے غلاموں کے سامنے موجود ہوتے ہیں یعنی نورانیت کا ہر ذرات میں موجود ہونا جو سابقہ عقیدہ تھا اور کسی ایک جگہ سے ہر جگہ ملاحظہ ہونا اس سے انکار کیا جا رہا ہے نیز اس میں حاضر و ناظر کو صرف غلاموں تک محدود رکھا گیا ہے گویا جو غلام نہیں ان کے سامنے حاضر و ناظر بھی نہیں تو ہر جگہ حاضر و ناظر کا عقیدہ خود بخود باطل ہوا۔

چوتھا عقیدہ

مولانا اشرف آصف جلالی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنے روضہ پاک میں حیات حسی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور پوری کائنات آپ کے سامنے موجود ہے اور کائنات کے ذرے ذرے پر نگاہ کرنے کی سعادت اللہ تعالی نے آپ کو عطا فرمائی جہاں کہیں اللہ کے اذن سے اور اسکی عطا سے ظہور پذیر ہونا چاہیں تو اس لحاظ سے بھی اللہ تعالی کی قدرتوں کا مظہر بن سکتے ہیں''۔ (مسئلہ حاضر و ناظر ص 7)

اس عقیدے میں آپ ﷺ کو اپنے روضہ مبارکہ تک محدود رکھا گیا ہے البتہ نظر کو پوری کائنات پر محیط کر لیا گیا ہے نیز مختلف مقامات پر حضور کو مشیت الٰہی پر موقوف رکھا گیا ہے یہ تینوں دعوے جہاں بلا دلیل ہیں وہاں سابقہ عقائد سے بھی یکسر مختلف ہیں۔

پانچواں عقیدہ

مولانا سعید اسد کے والد مفتی امین صاحب لکھتے ہیں:

''حاضر و ناظر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ (یعنی ما قبل کے سارے مفہوم غلط تھے از ناقل) اللہ تعالی نے اپنے حبیب مکرم نبی محترم ﷺ سے بُعد اور دوریاں اٹھا دی ہیں لہذا سارا جہاں زمین و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم ملک و ملکوت سب کا سب جان جہاں ﷺ کے سامنے پیش

نظر ہے کوئی چیز آپ ﷺ سے دور اور محجوب نہیں رسول کریم رحمۃ للعالمین ﷺ مثل کف دست سب کچھ دیکھ رہے ہیں''۔ (حاضر وناظر رسول ص13)

مگر یہ دیکھنا کب ہے وفات کے بعد وفات سے پہلے پیدائش کے بعد پیدائش سے پہلے نبوت کے بعد نبوت سے پہلے اس کی کوئی صراحت مذکور نہیں۔

چھٹا عقیدہ اور اس کی دو صورتیں

صوفی اللہ دتہ صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''دراصل نبی اکرم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کی دو صورتیں ہیں:

صورت اول: یہ کہ تمام اشیاء آپ کے سامنے موجود ہیں اور آپ ﷺ اپنے مقام مقدس سے سب کو ملاحظہ فرماتے ہیں یہ صورت عام ہے جو کہ مثل از ظہور اور بعد از ظہور دونوں زمانوں کو شامل ہے۔

صورت دوم: یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے جسم اطہر کے ساتھ ہر جگہ موجود ہوں یہ صورت خاص ہے اور موقوف ہے اللہ تعالی کے پیارے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی مشیت پر کہ جب وہ چاہیں دو چار دس بلکہ دو ہزار بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ مقامات پر ایک ہی وقت میں بذاتہ خود تشریف لے جائیں اور مقام خاص بھی آپ کی ذات اطہر سے خالی نہ ہو''

(تنویر الخواطر ص 74.73)

عقل کے دیوالیہ پن دیکھیں پہلے کہا کہ آپ ﷺ اپنے جسم اطہر کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں مگر ساتھ ہی کہہ رہے ہیں کہ جب چاہیں دو چار ہزار دو ہزار بلکہ اس سے بھی زائد مقامات پر حاضر و ناظر ہوں اللہ کے بندے جب ہر جگہ موجود ہیں تو بعض مقامات کی تخصیص کرنے کا کیا مقصد اور اگر بعض مقامات ہزار دو ہزار پر ہی موجود ہیں تو ہر جگہ موجود ہونے کا دعوی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر کہا کہ مقام خاص یعنی روضہ مبارکہ ﷺ بھی آپ کی ذات اطہر سے خالی نہ ہو اس کا مطلب ہے کہ ہزار دو ہزار یا ہر جگہ موجود ہونے کا جو دعوی کیا جا رہا ہے وہ اسی جسم اقدس ﷺ کا کیا جا رہا ہے جو روضہ مبارکہ میں مدفون ہے اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نگاہوں کے سامنے تھا اسی جسم

کا مختلف مقامات بلکہ ہر جگہ میں موجود ہونے کا دعوی بدیہی البطلان ہے اس لئے کہ جسم جوہر ہے اور ایک مکان میں جب ایک جوہر آگیا تو دوسرا جوہر اس میں نہیں آسکتا اور ہم تداخل الجواہر اور تداخل الاجسام کے بھی قائل نہیں بایں طور کے سارے جسم ایک بن جائیں اب ایک مکان تو پہلے سے مشغول تھا (جس میں ہم یا دیگر اشیاء موجود ہیں) اسی کو نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک بھی گھیر لے یہ ناممکن ہے اور بداہت کے خلاف ہے۔اس لئے کہ علماء نے مکان کی تین علامتیں بتائی ہیں اس کی طرف جسم کی نسبت فی سے ہو، جسم کا مکان سے بذاتہ منتقل ہونا ممکن ہو اور دو جسم کا ایک مکان میں حاصل ہونا محال ہو

المکان ھو اما الخلاء اراد بہ البعد المجرد عن المادۃ و اکثر اطلاق الخلاء علی المکان الخالی عن الشاغل و السطح الباطن من الجسم الحاوی المماس للسطح الظاہر من الجسم المحوی لان الجسم بلکیتہ فی مکانہ مالیء لہ فلم یجز ان یکون المکان امرا غیر منقسم لاستحالۃ ان یکون المنقسم فی جمیع جہاتہ حاصلا بتمامہ فیما لا ینقسم ولا ان یکون امرا منقسما فی جہۃ واحدۃ فقط لاستحالۃ کونہ محیطا بالجسم بکلیتہ فھو اما منقسم فی جہتین او فی الجہات کلہا و علی الاول یکون المکان سطحا عرضیا لاستحالۃ الجوھری ولا یجوز ان یکون حالا فی المتمکن و الا لا تنتقل بانتقالہ بل فیما یحویہ و یجب ان یکون مماسا للسطح الظاھر من المتمکن فی جمیع جہاتہ والا لم یکن مالیا فھو السطح الباطن من الجسم الحاوی المماس للسطح الظاھر من الجسم المحوی

(میبذی، ص 37)

نیز ہمارا چیلنج ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات کا کوئی ایسا واقعہ بتاؤ صحیح سند کے ساتھ جس میں نبی کریم ﷺ ایک جگہ موجود ہوں اور ساتھ ہی ان کا جسم مبارک مزید دس بیس ہزار جیسا کہ دعوی

Scanned with CamScanner

کیا جارہا ہے میں بھی موجود ہو۔نیز سوال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد وحی متلو وغیر متلو کا دروازہ تو بند ہو گیا اب اللہ کی مرضی سے جہاں چاہیں جائیں یا موجود ہوں اس کی خبر تمہیں کس دلیل سے معلوم ہوئی؟

ساتواں عقیدہ

مولوی عبدالعزیز عرفی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"یہ مسئلہ یعنی ختمی مرتبت نبی اکرم ﷺ کو حاضر ناظر سمجھنا بڑا نازک اہم اور توجہ طلب ہے مسئلہ حیات النبی کے تحت منقول آیات قرآنی اور اور احادیث نبوی سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ تمام انبیاء علیہم السلام دنیوی زندگی کے بعد سے نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سفر بھی کرتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یونسؑ کی ادائیگی حج کے بابت احادیث میں ذکر ہوا لیکن سید المرسلین ﷺ کے متعلق ہمارا یہ ایمان وایقان بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیات بعد الموت کے علاوہ یہ مقام رفعت وعظمت بھی عطا فرمایا ہے کہ آپ اپنی امت کے احوال پر حاضر وناظر بھی ہیں"۔

(فاضل بریلوی کا مسلک، ص 54)

لیجئے سب دعوے دھرے کے دھرے ان کے نزدیک حاضر وناظر کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں موجود ہیں نہ تو ہر جگہ ہیں اور نہ ہی ساری کائنات کو ملاحظہ فرمارہے ہیں بلکہ امت کے جو اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں آپ ان کو ملاحظہ فرماتے ہیں اسی کا نام حاضر وناظر ہے۔یہی عقیدہ سعید اسد فیصل آبادی نے بھی ایک جگہ مناظرہ میں لکھوایا۔

آٹھواں عقیدہ

مفتی فیض احمد اویسی لکھتا ہے:

"بعض کا خیال ہے کہ حضور صرف روح کے ساتھ حاضر وناظر ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ سید دوعالم ﷺ اپنے حقیقی جسم مبارک کے ساتھ حاضر وناظر ہیں"۔

(کشکول اویسی ص 272)

Scanned with CamScanner

یہ حوالہ ان بدعتی مناظرین کیلئے مقام عبرت ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نے کب ہر جگہ نبی اکرم ﷺ کو جسم کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر مانا ہے۔

نواں عقیدہ

شیطان کی طرح حاضر و ناظر (معاذ اللہ)

صوفی اللہ دتہ لکھتا ہے:

"ابلیس اپنے مقام سے ہی تمام روئے زمین کے انسانوں کو دیکھتا ہے.........سو یہ بات عقلا بھی بعید نہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام اپنے مقام سے ہی سب کا مشاہدہ فرماتے ہوں"۔

(تنویر الخواطر ص 153)

مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

"شیطان اور اس کی ذریت سارے جہاں کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا اسے اس کی نیت کی خبر ہوگئی فورا بہکایا جب رب نے گمراہ کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر تو نبی کریم ﷺ جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا"۔

(نور العرفان ص 184)

دسواں عقیدہ

شیطان کی طرح نہیں بلکہ شیطان سے کم حاضر و ناظر (معاذ اللہ)

مولانا عبدالسمیع رامپوری لکھتے ہیں:

"اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے"۔

Scanned with CamScanner

(انوار ساطعہ ص 359)

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بریلوی نبی کریم ﷺ کو جسم حقیقی کے ساتھ بعض مقامات پر حاضر و ناظر مانتے ہیں کیونکہ ملک الموت اور ابلیس کا جو حاضر و ناظر مانا جارہا ہے کوئی بھی ان مقامات پر صرف ان کی روح یا نورانیت یا ناریت کے اعتبار سے نہیں مانتا بلکہ ان کا ان مقامات پر موجود ہونا ان کے جسم حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔

گیارہواں عقیدہ

ٹیلیفون، لاؤڈ سپیکر، بجلی، روح، جنات، شیاطین، گھوڑے، نور نظر، خدام، خیال کی طرح حاضر و ناظر ہیں

مفتی احمد یار گجراتی صاحب جوش خطابت میں لکھتے ہیں:

"حاضر ناظر ہونے کے تین معنی ہیں ایک جگہ رہ کر تمام عالم کو مثل کف دست کے دیکھا ایک آن میں عالم کی سیر کر لینا اور صد ہا کوس پر کسی کی مدد کرنا اس جسم یا جسم مثالی کا متعدد جگہ موجود ہونا یہ صفات بہت سی مخلوقات کو ملی ہیں...... ملک الموت کیلئے ساری زمین طشت کی طرح کر دی گئی ہے کہ جہاں سے چاہیں لے لیں...... جب اذان اور تکبیر ہوتی ہے تو شیطان 36 میل بھاگ جاتا ہے پھر جہاں یہ ختم ہوئی کہ پھر موجود اس ناری کی رفتار کا یہ عالم ہے...... ہمارا نور نظر آن کی آن میں آسمان پر جا کر زمین پر آجاتا ہے ہمارا خیال آن واحد میں تمام عالم کی سیر کر لیتا ہے بجلی تار ٹیلیفون اور لاؤڈ سپیکر کی قوت کا یہ عالم ہے کہ آدھے گھنٹے میں زمین کی قطر کو طے کر لیتے ہیں...... حضرت سلیمان کے وزیر آصف بن برخیا ایک پلک جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت یمن سے لا کر شام میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا...... براق کی رفتار کا یہ عالم کہ حد نظر تک اس کا ایک قدم پڑتا تھا...... ہر پنجشنبہ کے دن مردوں کی روحیں اپنے خویش و اقارب کے یہاں جا کر ان سے ایصال ثواب کی تمنا کرتی ہیں اب اگر کسی میت کے خویش و اقربا دوسرے ممالک میں بھی رہتے ہوں تو

Scanned with CamScanner

وہاں بھی پہنچیں گی......ہماری اس گفتگو سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ سارے عالم پر نگاہ رکھنا ہر جگہ کی آنا فانا سیر کرلینا ایک وقت میں چند جگہ پایا جانا وہ صفات ہیں کہ رب نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہیں اس سے دو باتیں لازم آئیں ایک تو کسی بندے کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننا شرک نہیں کہ شرک کہتے ہیں خدا کی ذات وصفات میں کسی اور کو شریک ماننا یہاں یہ نہیں دوسرے یہ کہ حضور علیہ السلام کے خدام میں ہر جگہ رہنے کی طاقت ہے (جس میں بقول آپ کے ابلیس بھی ہے کیا کوئی رضاخانی بتائے کہ ابلیس نبی کریم ﷺ کی کیا خدمت کرتا تھا معاذاللہ ازناقل) تو حضور ﷺ میں بدرجہ اولی یہ صفت ہے"۔

(جاء الحق ص 166, 167, 168)

استغفر اللہ یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ بدعتی صرف نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ شیطان لاؤڈ سپیکر نور نظر مردوں کی روحیں بجلی ٹیلی فون بلکہ اللہ تعالی کے تمام بندوں کو حاضر ناظر مانتے ہیں جب تمام ہی بندے حاضر و ناظر ہیں تو یہ مناظرے کا میدان صرف نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر کیوں گرم کیا ہوا ہے کیونکہ دیوبندی تو ان بندوں کو بھی حاضر و ناظر نہیں مانتے ۔ پھر عقیدے کی بدبختی ملاحظہ ہو کہ جو صفت شیطان مردوں لاؤڈ سپیکر میں مان رہے ہیں وہی صفت بعینہ اسی طرح حضور ﷺ میں بھی مان رہے ہیں صرف گلا یہ ہے کہ جب یہ صفت علی وجہ الاتم ان چیزوں میں ہے تو نبی کریم ﷺ میں کیوں نہیں ہوسکتی؟ باقی ان خرافاتی اور شیطانی قیاسات کا رد اپنے مقام پر آرہا ہے۔

بارہواں عقیدہ

ٹی وی کی طرح حاضر و ناظر

ایک بریلوی مولوی کی تقریر میں نے سنی جو شائد مندرجہ بالا تحقیق پڑھنے کے بعد ہی منبر پر بیٹھا تھا کہتا ہے:

یہ دیوبندی وہابی حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں اگر یہ جاہل ٹی وی دیکھ لیتے تو اس جہالت کا ارتکاب نہ کرتے ٹی وی کے اندر آدمی ایک جگہ ہوتا ہے مگر بیک وقت

Scanned with CamScanner

پوری دنیا میں حاضر ناظر ہوتا ہے جب انسان ٹی وی کو یہ طاقت دے سکتا ہے تو رب اپنے محبوب کو یہ طاقت نہیں دے سکتا......؟ (معاذاللہ)

تیرہواں عقیدہ

لونڈے بازی، زنا کے وقت، سینماؤں، چکلوں میں بھی حاضر وناظر، معاذ اللہ

پیر فیض علی شاہ بریلوی لکھتا ہے:

"جس جگہ کوئی زنا کر رہا ہے جس جگہ کوئی رشوت حاصل کر رہا ہے جس جگہ کوئی شراب نوشی کر رہا ہے یا جس جگہ کوئی بدکاری کر رہا ہے یا خلوت میں بدفعلی کر رہا ہے یا چوری کر رہا ہے حضور اس کے شاہد ہیں حضور مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

(تفسیر اسرار البیان ص 23. ڈاکخانہ خاص براستہ چشتیاں تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر)

استغفراللہ العیاذ باللہ، صوفی اللہ دتہ کی بکواس بھی پڑھ لیجئے:

"کیا سینماؤں، شراب خانوں، ناچ گھروں چکلوں پر اللہ تعالی اور رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام اور فرشتوں کا حاضر اور ناظر ہونا اور ہم جیسے بدکار انسانوں کا حاضر و ناظر ہونا دونوں برابر ہیں؟"۔

(تنویر الخواطر ص 71)

چودہواں عقیدہ

میاں بیوی کی ہمبستری کے وقت بھی حاضر وناظر، معاذ اللہ

مولوی عمر اچھروی لکھتے ہیں:

"ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں"۔

(مقیاس حنفیت ص 282)

پندرہواں عقیدہ

''حضور علیہ السلام تمام لوگوں کی اصل اور ان کے انجام سے بخوبی واقف ہیں کون کس کا بیٹا ہے اور کون جہنمی ہے اور کون جنتی یہ ہیں معنی حاضر و ناظر''۔ (شان حبیب الرحمن ص 59)

اس عقیدے کے لحاظ سے علم غیب اور حاضر و ناظر میں بریلویوں کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔

سولھواں عقیدہ

ہر مسلمان کے پاس حاضر و ناظر ہیں

''جان جسم کے ہر ہر عضو میں حاضر و ناظر ہوتی ہے تو حضور علیہ السلام ہر مسلمان کے پاس حاضر ہیں اور ناظر اور مسلمان تو زمین و آسمان کے ہر گوشہ میں رہتے ہیں کیونکہ فرشتہ اور جن وانسان سب ہی میں مسلمان ہیں تو حضور علیہ السلام ہر جگہ حاضر و ناظر''

(شان حبیب الرحمن ص 129)

مسلمان تمام دنیا کے ہر ہر کونے میں موجود نہیں اس لئے اس عقیدے کی بناء پر معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بھی دنیا میں ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں نیز پوری دنیا میں ایک ہی مسلمان حاضر و ناظر نہیں بلکہ ہر ایک کی مستقل ہیئت ذات موجود ہے تو معلوم ہوا کہ رضاخانیوں کے نزدیک ہر مسلمان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی مستقل ذات موجود ہے۔

سترہواں عقیدہ

ماقبل میں حوالہ گزر چکا کہ نبی کریم ﷺ قبر مبارک سے حاضر و ناظر ہیں لیکن اب یہ عقیدہ بھی ملاحظہ ہو:

''عربی قاعدہ سے شاہد حال ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہم نے آپ کو بھیجا اس حال میں کہ آپ حاضر و ناظر ہیں یعنی بھیجنے سے پہلے آپ حاضر و ناظر ہو چکے تھے جیسے کہ کوئی کہے زید آیا سوار یعنی آنے سے پہلے سوار ہو چکا تھا تو معنی یہ ہوئے کہ آپ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی عالم میں حاضر تھے اور پردہ فرمانے کے بعد بھی حاضر ہیں''۔

Scanned with CamScanner

(شان حبیب الرحمٰن،ص 147)

یہ عقیدہ اس عقیدے کے بالکل خلاف ہے جس میں بدعتی یہ کہتے ہیں کہ روضہ مبارکہ سے حاضر و ناظر ہیں۔

اٹھارواں عقیدہ

آفتاب کی طرح حاضر ناظر

''سراجا منیرا آفتاب کو کہتے ہیں وہ بھی عالم میں ہر جگہ ہوتا ہے گھر گھر میں موجود آپ بھی ہر جگہ موجود ہیں''۔

(جاء الحق،ص 146)

یہ مفتی احمد یار گجراتی صاحب کی صریح جہالت ہے آفتاب ہر جگہ موجود نہیں بلکہ وہ تو ایک ہی جگہ ہے اور اس پر بھی بقول آپ کے اعلیٰ حضرت کے اس کو قرار نہیں کیونکہ فاضل بریلوی زمین کی گردش کے بجائے سورج کی گردش کے قائل ہیں۔

انیسواں عقیدہ

اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر و ناظر

''نمازی جس طرح اللہ کو حاضر ناظر جانے اسی طرح محبوب ﷺ کو''

(تفسیر نعیمی۔جلد اول،ص 58)

ظاہر ہے کہ اس عقیدے کے کفریہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

بیسواں عقیدہ

مولانا عبد الرشید سمندری صاحب لکھتے ہیں:

روحانی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت، رسالت، رحمت، علم اور فیضان ہر جگہ موجود و حاضر ناظر ہے ......رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت، رسالت، رحمت، نور، علم اور

Scanned with CamScanner

فیضان ہر جگہ موجود ہے۔

(رشد الایمان، ص 94,93)

لو جی چھٹی ہوگئی حضور ﷺ تو مراد ہی نہیں ان کی نبوت رسالت رحمت نور علم ان کے سب جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ ہے محاورہ تو سنا ہو جتنے منہ اتنی باتیں مگر یہاں جتنے منہ اتنے عقیدے۔

اکیسواں عقیدہ

کرشن کنہیا بھی حاضر و ناظر

نواب احمد رضا خان بریلوی کہتے ہیں:

''کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا''۔

(ملفوظات، حصہ اول، ص 114)

کئی سو جگہ موجود ہونے کو بریلوی حاضر و ناظر سے تعبیر کرتے ہیں۔

بائیسواں عقیدہ

اولیاء اللہ بھی حاضر و ناظر

''حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں''۔

(ملفوظات، حصہ اول، ص 113)

لطیفہ: بیٹے نے ملفوظ میں ''دعوت'' کا نہیں پوچھا تھا صرف ''جگہ'' کا پوچھا تھا مگر باپ نے فوراً پیٹ پر ہاتھ اور ہونٹوں پر زبان پھیر کر جواب دیا بالکل دس ہزار کی ''دعوت'' قبول کر سکتے ہیں گویا بھوکے سے پوچھو کہ دو اور دو کتنے تو جواب ملے 4 روٹیاں۔

نتیجہ

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ بدعتی صرف حضور ﷺ کو ہی حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ تمام

Scanned with CamScanner

انسانوں، ریڈیو، ٹی وی، ٹیلیفون، بجلی، نور بصر، شیطان، کرشن کنہیا، تمام اولیاء اللہ بلکہ ابلیس لعین کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہیں لہٰذا مناظرہ صرف نبی کریم ﷺ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر نہ ہوگا بلکہ بدعتی اپنے دعوے میں ان تمام کے متعلق بھی وضاحت کریں گے اور اس مدعی پر بھی دلائل دیں گے۔ اور جس قسم کے دلائل سے نبی اکرم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کریں گے اسی قسم کے دلائل سے ان اشیاء و ذوات کا حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت دیں گے۔

بدعتی نبی اکرم ﷺ کو جسم کے ساتھ حاضر و ناظر مانتے ہیں

مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

"حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں...... امثال اگر ہوں گے تو جسم کے انکی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی تو از روئے روح وحقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی کہ حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا یہ کیونکر ہو سکے گا شیخ نے فرمایا کہ کرشن کنہا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو گیا تعجب ہے یہ ذکر فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ **شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے**"۔

(ملفوظات، حصہ اول، ص 113, 114)

خط کشیدہ الفاظ اس بات کی صراحت ہے کہ فاضل بریلوی جسم مثالی یا روح کو ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ اسی دنیاوی حقیقی جسم کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ اب یہاں رضاخانیوں کا اصول فٹ کریں جو کہتے ہیں کہ دیکھو شیطان کو جب علم غیب ہو سکتا ہے شیطان جب حاضر و ناظر ہو سکتا ہے تو حضور ﷺ کیوں نہیں؟ معاذ اللہ تو جب ایک ولی کا حاضر و ناظر ہونا اسی جسم کے ساتھ ہے تو نبی

اکرم ﷺ کا بدرجہ اولی جسم کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا لازم آیا۔ ما قبل میں فیض احمد اویسی کی کشکول اویسی کے حوالے سے اس کی صراحت بھی ہو چکی ہے۔ نیز رضا خانی اللہ تعالی کو حاضر و ناظر ماننا بے دینی کہتے ہیں اس کی وجہ وہ لکھتے ہیں:

''وجہ یہ ہے کہ حاضر وہ ہے جو مکان میں ہو اور ناظر وہ ہے کہ جو آنکھ کی پتلی سے دیکھے اس معنی پر اللہ تعالی کیلئے ماننا یہ کفر صریح ہے کیونکہ اللہ تعالی مکانیت اور جسمانیت سے پاک ہے''۔

(ندائے یارسول اللہ ص 36,35 مکتبہ اویسیہ بہاولپور)

نبیرہ اعلیٰ حضرت مولوی مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنے سے متعلق لکھتے ہیں:

''جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت میں کسی کو شریک ماننا شرک ہے اسی طرح مخلوق کی صفت میں اللہ کی شرکت ماننا کفر ہے بحمدہ تعالیٰ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ حاضر و ناظر کے معانی حقیقۃ اللہ کے شان نہیں۔ اس لیے کہ وہ تمام معانی لوازم اجسام ہیں''۔

(انوار رضا ص 113)

معلوم ہوا کہ جسمانیت حاضر و ناظر کیلئے ضروری ہے اور حاضر و ناظر کے تمام معانی جسم کے لوازم میں سے ہیں لہذا یہ محض فریب ہے کہ ہم حضور ﷺ کو جسم کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ رضا خانیوں کا یہی عقیدہ ہے مگر چونکہ یہ تقیہ میں رافضیوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں لہذا موقع و مقام کی مناسبت سے اپنا عقیدہ تبدیل کرنے، چھپانے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔

Scanned with CamScanner

عرضِ اعمال سے حاضر وناظر پر استدلال

اور اہل بدعت کا نبی کریم ﷺ کو

جسم کے ساتھ ہر جگہ حاضر وناظر ماننے پر براہین

مولانا سعید اسد رضا خانی فیصل آبادی نے ذرا پینترا بدلا ہے اور یہ نیا نظریہ گھڑا کہ ہمارے نزدیک حاضر وناظر کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں تشریف فرما ہیں اور امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں آپ امت کے تمام احوال سے باخبر ہیں ہر جگہ جسم کے ساتھ یا روح کے ساتھ موجود ہونا یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''ہم اہل سنت و جماعت نبی مکرم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعوی نہیں کرتے۔ ہم یہ دعوی کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوت کے آفتاب حضرت جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے جسم اطہر جسم بشری کے ساتھ گنبد خضرا میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں ۔۔۔ ہم اہل سنت و جماعت نبی اکرم ﷺ کو امت کے جملہ اعمال پر حاضر و ناظر نزول قرآن کی تکمیل کے بعد سے مانتے ہیں نزول قرآن کی تکمیل سے پہلے امتوں کے ہر ہر عمل پر حاضر و ناظر ہونے کا دعوی ہم قطعا نہیں کرتے''۔

(مسئلہ حاضر وناظر ص 7,6)

اس سلسلے میں جوابا عرض ہے کہ ہم نے ماقبل میں آپ کے اکابر کا اس کے متعلق عقیدہ واضح کر دیا کہ جو عقیدہ آپ بتا رہے ہیں وہ آپ کے اکابر کا اس باب میں نہیں۔ بلکہ خود آپ کے اباجی مفتی امین کا حوالہ گزر چکا کہ وہ حاضر وناظر کا یہ معنی نہیں کرتے جو آپ کر رہے ہیں۔

آپ کے اکابر ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ حضور ﷺ کو حاضر وناظر مانتے ہیں اسی بنیاد پر ان کو

Scanned with CamScanner

پکارنے کو جائز اور حاجت روائی کو درست سمجھتے ہیں۔ مزید حوالہ جات اس حوالے سے ملاحظہ ہو۔ آپ کے غزالی و رازی جناب مولانا عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں:

"لہذا آپ محبین کے قریب ہوئے معلوم ہوا جو نبی ﷺ کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ محبین میں سے نہیں ہیں اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور ہے۔ قابل غور امر یہ ہے۔۔۔ تمام روئے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ زندہ کر کے منکر نکیر ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبور میں پیش کئے جاتے ہیں اور اسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے **ایک ہی وجود اطہر اللہ کے حکم سے بلا تجزی نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔** ایک ہی وقت میں روئے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں اور خوص کو بلا نوم اور بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے قبور میں اہل قبور کے واسطے نبی ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارومدار ہے اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنالیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذات بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اب عالم برزخ میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضہ اطہر پر جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پر تخت نشین بھی ہیں اور ہر مقام پر سونے والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں"۔

(مقیاس حنفیت ص 277)

یہ عبارت چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ بدعتی ہر جگہ نبی کریم ﷺ کو جسم کے ساتھ بنا تجزی و تعدد حاضر

ناظر مانتے ہیں ۔گویا ایک ہی جسم تمام کائنات کو گھیرا ہوا ہے ۔یہ عقیدہ اس قدر بدیہی البطلان اور عقل سے ماورا ہے کہ خود مولانا عمر اچھروی کو بھی ایک جگہ کہنا پڑا:

"ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے لیکن اس حاضری کی ہئیت کذائیہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے"۔

(مقیاس حنفیت ص 274)

اس عبارت سے ان لوگوں کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ موجود تو روضہ رسول ﷺ میں ہے لیکن نظر ہر ایک جگہ ہے ۔اچھروی کہتا ہے کہ نظر بغیر حاضری کے ممکن نہیں ۔اس کو ایک مثال سے یوں سمجھو کہ میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوں اور باہر صحن کو دیکھ رہا ہوں اب میں صحن تک ناظر تو ہوں لیکن حاضر نہیں ۔پس اہل بدعت کا ہر جگہ "حاضر" کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ صرف قبر میں موجود نہیں مانتے۔

اس تفصیل کے بعد اب مولانا سعید اسد کی اس عبارت کو دوبارہ پڑھیں:

"ہم اہل سنت و جماعت نبی مکرم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعوی نہیں کرتے"۔

(مسئلہ حاضر و ناظر ص 6)

اس آدمی کو اپنے مذہب کا پتہ نہیں اور بنتا پھرتا ہے مسلک کا مناظر اعظم ۔اب جواب دیں کہ کیا مولوی عمر اچھروی اہل سنت میں آپ کے ہاں داخل نہیں؟ اگر اچھروی صاحب جسم کے ساتھ ہر جگہ نہ مانتے تو تجزی و تعدد والے قول کی طرف کبھی نہیں جاتے ۔لیکن لیجئے جسم کے ساتھ اس سے بھی صریح حوالہ ملاحظہ ہو اچھروی صاحب بارہویں صدی ہجری کے ایک مولوی کی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بلاشک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ مکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر"۔

(مقیاس حنفیت ص 286)

Scanned with CamScanner

کیااب بھی کوئی شک وشبہ ہے کہ اہل بدعت نبی کریم ﷺ کو تمام کائنات میں بجسد ہ حاضر وناظر مانتے ہیں ۔اسی قول کی تائید میں ایک اور حوالہ ملاحظہ ہوکہ عمر اچھروی صاحب پر ایک اعتراض ہوا کہ کیانبی اکرم ﷺ کو معاذ اللہ تم لوگ بری اور گندی جگہوں پر بھی حاضر و ناظر مانتے ہو؟ اب اصولا اس کا جواب دینا چاہیے تھا کہ نہیں کیونکہ حضور ﷺ تو قبر مبارک میں تشریف فرما ہیں مگر اچھروی صاحب کہتے ہیں:

''کیااللہ تعالی کو ان برے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں جیسا کہ اللہ تعالی پاک کی نسبت ان برے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی وکفر ہے کیونکہ ان کو ان مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی ﷺ بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اس کو جاننے والے بھی ہیں اور آپ کی شہادت بھی ان مقامات پر ضرور ہوگی لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے ان مقامات متنفرہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے''۔

(مقیاس حنفیت ،ص 279)

یعنی نقل کفر کفر نہ باشد بقول اچھروی صاحب حضور ﷺ ان تمام گندی غلیظ جگہوں میں موجود تو ہیں سب کچھ دیکھ بھی رہے ہیں لیکن اس کی نسبت کرنا گستاخی ہے ۔ یہ ہے وہ غلیظ گستاخانہ کفریہ عقیدہ جو ہم سے عشق کی آڑ میں منوانا چاہ رہے ہیں ۔

باقی یہ بھی اچھروی صاحب کادھوکا ہے کہ ہم ان مقامات میں معاذ اللہ اللہ کو موجود مانتے ہیں یہ تو تجسیم ہے ۔ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ موجود بلا مکان ہے تمام جگہوں سے اللہ کا علم متعلق ہے جو معیت ذاتیہ کے منافی نہیں اسی پر اجماع ہے اور یہی اہلسنت کا نظریہ ہے ۔نیز حضور ﷺ کی ذات کو اللہ کی ذات و افعال پر قیاس کرنا بھی مستقل گمراہی ہے اللہ کی ذات تو فعال لمایرید ہے لایسئل عمایفعل وھم یسئلون ہے۔

بدعتی نباض قوم مفتی ابوداود صادق لکھتا ہے:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہما نے نقل فرمایا کہ حدیث معراج

Scanned with CamScanner

سے جسم واحد کا بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہونا ثابت ہوا علامہ یوسف نبہانی نے شیخ علی حلبی رحمۃ اللہ علیہما سے نقل فرمایا کہ جب دیگر انبیا کی یہ شان ہے تو امام الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ کا ہر مکان میں موجود و حاضر ہونا بدرجہ اولی ثابت ہوا"۔

(براہین صادق، ص 75)

یہ حوالہ بھی اس باب میں صراحت ہے کہ رضا خانی جسم اقدس ﷺ ہی کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہیں۔

یہ کہنا کہ قبر مبارک سے آپ ﷺ پر اعمال پیش کئے جاتے ہیں یہ معنی ہے حاضر و ناظر کا یہ بالکل اپنے مسلک کو مسخ کرنا ہے اس پر ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو یہی ابو داود صادق لکھتا ہے:

"معلوم ہوا کہ جیسے روح جسم کے ہر حصہ سے قریب و متعلق ہے اسی طرح سرکار بھی اپنے ہر مومن غلام کیلئے قریب و حاضر ہیں اور اس کی ہر تکلیف سے باخبر ہیں"۔

(براہین صادق، ص 72)

یہ حوالہ بین دلیل ہے کہ جیسے روح ہر جسم کے ساتھ ہے اور اس میں ایک تعلق تدبیر کا ہے اسی طرح تمام مومنین کے ساتھ حضور ﷺ حاضر ہیں اور ان کے امور سے باخبر ہوتے ہوئے تصرف فرما رہے ہیں۔

جسم کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر ایک اور طرز ملاحظہ ہو مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

"حاضر وہ ہے جو مکان میں ہے"۔

(ندائے یارسول اللہ، ص 35)

پھر آگے لکھتے ہیں:

"حاضر کہتے ہیں جو پہلے غائب ہو پھر کسی جگہ آئے"۔

(ندائے یارسول اللہ ﷺ، ص 38)

حاضر کہتے ہی اسے ہیں جو کسی جگہ میں ہو تو ہر جگہ حاضر و ناظر کا معنی یہی ہوا کہ حضور ﷺ ہر جگہ ہر

Scanned with CamScanner

مکان میں موجود ہیں اور مکان میں ہونا جسم کا خاصہ ہے لہذا معلوم یہی ہوا کہ حضور ﷺ ہر جگہ جسم کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں ۔مولانا سعید اسد صاحب کا صرف قبر مبارک میں نبی کریم ﷺ کو ماننا اپنا ہی مذہب مسخ کرنا ہے ۔یاد رہے کہ مکان میں جسم ہوتا ہے خواہ جسم تعلیمی ہو یا جسم طبعی ۔

اگر اب بھی سعید اسد صاحب نہیں مانتے تو ہم ان کے ابا جان کا حوالہ ان کے سامنے پیش کر دیتے ہیں موصوف کے اباجی مفتی امین صاحب لکھتے ہیں :

''بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضور ﷺ صرف روح کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں یہ خیال صحیح نہیں بلکہ سید دو عالم ﷺ اپنے حقیقی جسم مبارک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں''

(حاضر و ناظر رسول ﷺ ص 93)

یاد رہے کہ مولانا سعید اسد کا یہ عرض اعمال کو حاضر ناظر کہنے سے خود ان کے اباجی بھی متفق نہیں انہوں نے اپنی کتاب ''حاضر و ناظر رسول ﷺ'' میں حاضر و ناظر کا معنی جسد حقیقی یعنی حقیقت محمدیہ کا ایک خود ساختہ معنیٰ کر کے اس معنیٰ میں حاضر و ناظر مراد لیا ہے ۔

نوٹ: یہ تین حوالے مقیاس حنفیت بار ہشتم دسمبر 1966 والے ایڈیشن سے دیئے گئے ہیں ۔

اس تفصیل کے بعد اب یہاں ایک اور مسئلہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ اہل السنت والجماعت احناف دیوبند نبی اکرم ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جانے کے منکر نہیں ۔شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں :

''حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں آپ اعمال خیر دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بد اعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کیلئے استغفار فرماتے ہیں''۔

(تفسیر عثمانی ص 366 ،سورہ نحل ،آیت 89)

مگر یہ ''عرض اعمال'' تفصیلی ابتداء کائنات سے لیکر فناء کائنات تک کے ہرگز نہیں ہوتے جیسا کہ بدعتی مولوی یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ۔

یہ عرض اعمال اجمالی ہوتا ہے نہ کہ تفصیلی چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ سورہ حج آیت ۷۸ لکھتے

Scanned with CamScanner

ہیں:

وكَوْنُ أعْمالِ أُمَّتِهِ تُعْرَضُ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلاةُ والسَّلامُ وهو في البَرْزَخِ كُلَّ أُسْبوعٍ أَوْ أَكْثَرَ أَوْ أَقَلَّ إذا صَحَّ لا يُفِيدُ العِلْمَ بِأعْيانِ ذَوِي الأعْمالِ المَشْهُودِ عَلَيْهِمْ وإلّا أُشْكِلَ ما رَواهُ أحْمَدُ في مُسْنَدِهِ والشَّيْخانِ عَنْ أنَسٍ وحُذَيْفَةَ قالا: »قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ ناسٌ مِن أصْحابِي الحَوْضَ حَتّى إذا رَأيْتُهم وعَرَفْتُهُمْ اخْتَلَجُوا دُونِي فَأقُولُ: يا رَبِّ أُصَيْحابِي أُصَيْحابِي فَيُقالُ لِي: إنَّكَ لا تَدْرِي ما أحْدَثُوا بَعْدَكَ

چند سطر بعد لکھتے ہیں:

ومَن زَعَمَ أنَّهُ ﷺ يَعْلَمُ أعْمالَ أُمَّتِهِ ويَعْرِفُهم واحِدًا حيا ومَيِّتًا ولِذا ساغَتْ شَهادَتُهُ عَلَيْهِمْ بِالطّاعَةِ والمَعْصِيَةِ يَوْمَ القِيامَةِ لَمْ يَاتِ بِدَلِيلٍ والآيَةُ لا تَصْلُحُ دَلِيلًا لَهُ

(تفسیر روح المعانی، ج9،ص 200)

اگر کوئی یہ گمان کرے کہ نبی کریم ﷺ امت کے تفصیلی اعمال جانتے ہیں اور فردا فردا ہر ایک کا حیا و میتا علم رکھتے ہیں اسے جانتے ہیں اسی لئے روز قیامت ان پر نبی کریم ﷺ کی گواہی معتبر ہوگی ایسا شخص اپنے مدعا پر کسی قسم کی دلیل نہیں رکھتا اور نہ یہ آیت اس کیلئے دلیل بن سکتی ہے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جو قیامت کے دن حضور ﷺ بعض لوگوں کو پہچان نہیں سکیں گے یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ آپ ﷺ پر تو امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ جن کو آپ نے سحقا سحقا کہا وہ کافر، مرتدین و بدعتی لوگ تھے جبکہ قبر مبارک میں آپ ﷺ پر موحدین مومنین کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں نہ کہ منافقین و مرتدین کے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

وَفِي الحَدِيثِ الثّامِنِ وَالعِشْرِينَ: "انا فَرَطُكُمْ على الحَوْضِ وليردن عَلَيَّ

اقوام أعرفهم ويعرفونني ثمّ يُحال بيني وَبينهم ". الفرط: الْمُتَقَدّم لأصلاح امر. وَهَؤُلَاء الّذين احدَثُوا بعده يحْتَمل ان يُرَاد بهم الْمُنَافِقُونَ والمرتدون والمبتدعون فِي أصل الدّين. وَسُحْقًا مصدر أسحقه الله سحقا: اي أبعده بعدا. فَإِن قيل: كَيفَ خَفِي حَالهم عَلَيْهِ وَقد قَالَ: " تعرض عَليّ اعمال أمتِي " فَالْجَوَاب انه إِنَّمَا تعرض عَلَيْهِ اعمال الْمُوَحِّدين لَا الْمُنَافِقين وَلَا الْكَافرين.

(كشف المشكل من حديث الصحيحين، ج 2، ص 280، الناشر: دار الوطن - الرياض)

علامہ عینی حنفی نے بھی ابن جوزی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو نقل کیا ہے:

وَقَالَ ابْن الْجَوْزِيّ فَإِن قيل كَيفَ خَفِي حَالهم على سيدنَا رَسُول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقد قَالَ تعرض عَليّ اعمال أمتِي فَالْجَوَاب انه إِنَّمَا تعرض اعمال الْمُوَحّدين لَا الْمُنَافِقين والكافرين

(عمدة القاری ج 12 ص 211 بَابُ مَنْ رَأى أنَّ صاحِبَ الحَوْضِ أوْ الْقَرْبَةِ أحَقُّ بِمائِهِ)

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یہ عرض اعمال اجمالی ہوتا ہے:

رَبِّ إِنَّهُمْ مِنْ أُمَّتِي فَيَقُولُ: مَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ وَاسْتَشْكَلَ مَعَ قَوْلِهِ: حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ وَمَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ اسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ لَكُمْ رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

وَأُجِيبَ بِأَنَّهَا تُعْرَضُ عَلَيْهِ عَرْضًا مُجْمَلًا فَيُقَالُ: عَمِلَتْ أُمَّتُكَ شَرًّا عَمِلَتْ خَيْرًا

(ارشاد الساری. ج 1. ص 151. باب جامع الوضو)

شیخ عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان المعروف داماد آفندي (1078ھ) لکھتے ہیں:

لان بعض الاشیاء یعرض علی روحہ علیہ الصلاۃ والسلام

(مجمع الانھر. ج 1 ص 320)

(فتاوی تاتار خانیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ) بعض چیزیں حضور ﷺ کی روح پر پیش کی جاتی ہیں۔اس سے بھی معلوم ہوا کہ عرض اعمال اجمالی ہوتا ہے نہ کہ تفصیلی۔

سید یوسف ہاشم رفاعی جن کے بارے میں مورخ آل بدعت جناب عبد الحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

''عالم مبلغ اسلام سید یوسف سید ہاشم رفاعی مدظلہ العالی''۔

(عقائد ونظریات.ص 35)

وہ لکھتے ہیں:

فَاَعْمَالُ الْمُؤْمِنِیْنَ تُعْرَضُ علیہ ﷺ وَالْحِکْمَۃُ فِی ذَالک کَمَا بَیَّنَ ﷺ ھِیَ اَنَّ مَاکَانَ مِنْ اَعْمَالِھِمْ خَیْرٌ '' حَمِدَ اللہَ تعالی وَ فَرِحَ بِھَا وَ بَاھٰی بِھَا ذالک العالَمَ وَ مَاکَانَ غَیْرُ ذالک مِنْ منات و سَیِّئَاتٍ اِسْتَغْفَرَ اللہَ لھم وَلاتعارُضَ بین ھذ الحدیث و بین ما جا فی حدیث الحوضِ حَیْثُ قال ﷺ وَلَیُرْفَعَنَّ الیَّ رجل منکم حتی اذا اَھْوَیْتُ الیھم لِاُنَاوِلَھُم اُخْتُلِجُوْا دُوْنِیْ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَااَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقاً سُحْقاً مَنْ بَدَّلَ بَعْدِیْ کما فی صحیحین فَاِنَّ ھٰذا مَحْمُوْلٌ '' عَلَی المرتدینَ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوا بَعْدَہٗ ﷺ عَنْ دِیْنِھِمْ بدلیلِ قولِہ سحقا لمن بدل من بعدی و ذالک اَنَّھُمْ کَفَرُوْا بعدہ ﷺ و اَعْمَالُ الْکُفَّارِ مِنْ اُمَّتِہٖ لاتُعْرَضُ علیہ اِذْ لَافَائِدَۃَ لِعَرْضِھَا لِاَنَّ الْحِکْمَۃَ فی ھذا العرض فَرْحُہٗ وَمُبَاھَتُہٗ بِاَعْمَالِھِمْ الصَّالِحَۃِ واستِغْفَارُہٗ لاعمالھم السیئۃ

(الرد المحکم المنیع ص 111 .الطبعۃ الاولی.الکویت)

Scanned with CamScanner

اس عبارت کا ترجمہ جناب مولانا عبدالحکیم شرف قادری یوں کرتے ہیں:

''ثابت ہوا کہ مومنین کے اعمال نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں آپ کے بیان کے مطابق اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ اچھے اعمال کو دیکھ کر اللہ تعالی کا شکرادا کریں گے اور برے اعمال دیکھ کر ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں گے۔ یہ حدیث اس حدیث حوض کے مخالف نہیں ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے تم میں سے کچھ لوگ پیش کئے جائیں گے جب میں انہیں پانی دینے لگوں گا تو انہیں مجھ سے دور کر دیا جائے گا میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں، کہا جائے گا آپ (از خود ۔ یہ ازخود کا لفظ عربی عبارت میں نہیں کھلی تحریف ہے ۔ساجد) نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا حرکتیں کی تھیں، تو میں کہوں گا کہ میرے بعد دین کو تبدیل کرنے والے دور ہو جائیں، دفع ہو جائیں، جیسے کہ صحیحین میں ہے ۔کیونکہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو نبی اکرم ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور دین سے برگشتہ ہو گئے تھے اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے سحقا لمن بدل بعدی میرے بعد مرتد ہونے والے دور ہو جائیں ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد کفر اختیار کر لیا تھا اور آپ کی امت میں سے کفر اختیار کرنے والوں کے اعمال آپ پر پیش نہیں کئے جاتے کیونکہ ان کے پیش کرنے کا فائدہ نہیں پیش کرنے میں حکمت یہ ہے کہ آپ ان کے اچھے اعمال ملاحظہ فرما کر خوش ہوں اور برے اعمال کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں''۔

(اسلامی عقائد، ص 220،219، مکتبہ قادریہ، جنوری 1990)

قائد رضا خانیت جناب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت صاحب الفضیلۃ والارشاد السید یوسف ہاشم الرفاعی حفظہ اللہ نے ادلۃ اہل السنۃ والجماعۃ اور الرد المحکم المنیع لکھ کر اہل سنت وجماعت کے دفاع کا حق ادا کر دیا۔۔دلائل قاہرہ کا ایک تسلسل ہے اور مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کی حقانیت کو براہین قاطعہ سے ثابت کیا ہے''۔

(اسلامی عقائد،ص ۱۱)

اس کے علاوہ مفتی محمود احمد رضوی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا عبدالستار خان نیازی کی تائید کتاب پر ثبت ہے۔

پس ثابت ہوا کہ عرض اعمال والی حدیث سے تفصیلی اعمال یعنی تمام انسانوں کے اعمال پیش نہیں کئے جاتے تو اس سے علم کلی پر استدلال کا کیا معنیٰ؟

ایک اور نکتہ بھی ملاحظہ ہو کہ بالفرض علی سبیل المحال مسلمان، کافر سب کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو رضاخانی تو اس سے کلی علم غیب ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں دنیا میں انسان کے علاوہ چرند پرند، جانور، جمادات ان کے احوال تو پیش نہیں کئے جاتے تو ان کا علم کلی تو حضور ﷺ کو نہیں لہذا اس حدیث سے علم کلی پر استدلال نری جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

Scanned with CamScanner

عقیدہ حاضر و ناظر پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ایک عبارت

آل بدعت اس سلسلے میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ایک عبارت بھی پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ امت کے احوال آپ پر پیش ہوتے ہیں اور آپ ان احوال پر حاضر و ناظر ہیں ۔تو جواباً عرض ہے کہ یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں ہم کہہ چکے ہیں کہ ہم عرض اعمال اجمالی کے منکر نہیں ۔بلکہ یہ عبارت تو آل بدعت کے خلاف ہے اس لئے کہ وہ تو ہر جگہ ہر مقام ہر گھڑی حضور ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں جبکہ اس عبارت میں تو صرف اپنی امت وہ بھی امت اجابت (یعنی صرف آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں) کے اعمال پر حاضر و ناظر ہونے کا کہہ رہے ہیں ۔نیز ہم اصول میں واضح کر چکے ہیں کہ عقائد کے باب میں قرآن و حدیث چاہئے نہ فلاں وفلاں ۔

رہی یہ بات کہ ہر جگہ ہر مقام ہر گھڑی آپ حاضر و ناظر ہوں یہ کفریہ عقیدہ شیخ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا نہیں چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

''اس وقت آپ (ﷺ) مدینہ شریف میں موجود نہ تھے''۔

(مدارج النبوۃ، ج 1 ص 82)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

'' آنحضرت ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فوت ہونے کے وقت حاضر نہیں تھے''۔

(تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص 175 مترجم مولوی محمد صادق نقشبندی نوری کتب خانہ لاہور)

امام ابن کثیر نے امام قرطبی رحمہ اللہ کے حوالے سے بعض ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں عزیز و اقارب پر بھی عرض اعمال ہوتا ہے تو کیا رضا خانی انہیں بھی حاضر ناظر و مشکل کشا سمجھیں گے؟

وَقَدْ قَبِلَهُ الْقُرْطُبِيُّ فَقَالَ بَعْدَ إِيرَادِهِ: [قَدْ تَقَدَّمَ] اَنَّ الْاَعْمَالَ تُعْرَضُ عَلَى اللّٰهِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ وَعَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَالْاٰبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. قَالَ: وَلَا تَعَارُضَ فَإِنَّهُ يُحْتَمَلُ اَنْ يَخُصَّ نَبِيَّنَا بِمَا يُعْرَضُ عَلَيْهِ

Scanned with CamScanner

كُلَّ يَوْمٍ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

(تفسیر ابن کثیر، ج2، ص 307)

یہ روایت سعید اسد صاحب نے بھی تسلیم کی ہے۔ ملاحظہ ہو: مسئلہ حاضر و ناظر، ص 45

پھر عرض اعمال کی احادیث خبر احاد میں سے ہیں اور اہل بدعت کے ہاں یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے لہذا عرض اعمال والی احادیث سے اس عقیدے پر استدلال ہی نہیں کیا جا سکتا۔

پھر سعید اسد کا یہ سارا عقیدہ اسی باطل وموہوم نظریہ پر ہے کہ "تکمیل قرآن کے وقت" جس پر کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ما قبل میں اس پر گفتگو ہو چکی ہے۔

خلاصہ کلام:

ان کا یہ عقیدہ ایک معجون مرکب ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آل بدعت کا یہ عقیدہ تین کفری وشرکی عقائد کا مجموعہ ہے:

(1) علمی غیب کلی

(2) فوق الاسباب میں مختار کلی وحاجت روائی

(3) دور ونزدیک سے ہر ایک کی ہر آن سننا

جبکہ چوتھی گمراہانہ بات کہ جسم کے ساتھ ہر مکان میں حاضر ہونا۔

مظہر اعلی حضرت حشمت علی رضوی صاحب اس حاضر و ناظر کا معنی بیان کرتے ہیں:

"حضرت رب العزت شہید و بصیر جل جلالہ نے اپنے فضل و کرم سے جو اپنے محبوب اکرم ومظہر اتم وخلیفہ اعظم ﷺ کو حاضر و ناظر بنایا اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو جو علم عظیم و وسیع ان کے رب علیم جل جلالہ نے عطا فرمایا وہ جملہ کائنات و حادثات ومخلوقات کو محیط ہے"۔

(فتاوی حشمتیہ، ص 84)

مفتی احمد یار گجراتی صاحب نے صراحت کی ہے:

"عالم میں حاضرِ و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم اپنے

Scanned with CamScanner

کف دست کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوزیں سنیں یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے"۔

(جاالحق،ص 145)

بدعتی نباض قوم مفتی ابوداود صادق صاحب لکھتے ہیں:

"اکابر علما اسلام واولیا کرام اور آئمہ اہل سنت و جماعت کی تصریحات کے مطابق رسول اللہ ﷺ خدا تعالی کے فضل وعطا سے بحیات حقیقی زندہ اور حاضر و ناظر ہیں۔ملکوت وملک آپ کے پیش نظر ہے آپ کی شان رحمۃ للعالمینی ،نورانیت و روحانیت اور خداداعلم وتصرف کی تمام کائنات میں جلوہ گری ہے اور دنیا کا کوئی مقام وکوئی شے آپ سے بعید و مخفی نہیں ہے۔ آپ جب چاہیں ،جہاں چاہیں ،جتنے مقام پر چاہیں بیک وقت جلوہ فرما ہوتے غلاموں کو اپنے دیدار و فیوض و برکات سے نوازتے ہیں اور ان کی دستگیری فرماتے ہیں"۔

(براہین صادق،ص 66)

ان کے شیخ الحدیث والتفسیر فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

"ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر جاننا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کیلئے تمام دنیا کو آپ کے روبرو مثل کف و دست کے ظاہر اور روشن کر دیا ہے عالم کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے ساتوں آسمانوں کا کوئی ٹکڑا ساتوں زمینوں کا کوئی ذرہ سمندروں کا کوئی قطرہ اشجار کوئی پتہ مخلوقات کے تمام احوال ہر آن ہر ساعت آپ پر ظاہر ہیں حتی کہ انسانوں کے تمام اعمال وافعال ،نفاق وایمان اور خطرات قلوب پر رسول اللہ ﷺ باذن الہی اپنے نور نبوت سے مطلع ہیں"۔

(ندائے یارسول اللہ،ص 39)

اسی مفتی اویسی کے کفری عقیدہ پر ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:

"اللہ تعالی بالذات حاضر و ناظر اور رسول اللہ ﷺ بالعطا پس جب اللہ تعالی ہر لحظہ حاضر و ناظر بالذات ہے تو رسول اللہ ﷺ جو مظہر صفات الہی ہیں کیونکر حاضر و ناظر بالعطا نہ ہوں گے"۔

Scanned with CamScanner

(ندائے یارسول اللہ ص 43)

حاضر و ناظر بمعنی علم تو اللہ تعالیٰ تو تمام موجودات، معدومات، ممتنعات پر حاضر و ناظر ہے اس کا علم بالفعل غیر متناہی ہے موصوف نے نبی اکرم ﷺ کو بھی اسی معنی میں حاضر و ناظر مانا ہے صرف ذاتی وعطائی کا فرق کیا ہے۔ اس عقیدہ کا کفر ہونا علم غیب کی بحث میں خود بدعتی شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کے فتوے سے ثابت ہو چکا ہے۔

ما قبل میں علم غیب کلی کی نفی کر دی گئی ہے مختار کل کی نفی آگے اپنے مقام پر آ رہی ہے لہذا یہ حاضر ناظر کا کفریہ عقیدہ انہی عقائد پر مشتمل ہے جب ان کی نفی ہوگئی تو اس عقیدے کی بھی نفی ہوگئی ما قبل میں علم غیب کلی کی نفی پر جو دلائل دیئے گئے ہیں وہ سب یہاں کارآمد ہیں۔ مزید حاضر ناظر کا یہ عقیدہ خود رضاخانی اکابر کے ہاں بھی کفریہ ہے چنانچہ ما قبل میں مفتی نظام الدین ملتانی صاحب کا فتویٰ گزر چکا مزید فتاویٰ ملاحظہ ہوں:

رامپوری علماء کا فتویٰ ہے:

''سوال: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کو سوائے قبر کے حاضر و ناظر جان کر پکارنا بطور استمداد بایں نظر کہ وہ سنتے ہیں جس جگہ ان کو پکارے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حاضر اور ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جان کر کسی کو سوا اللہ تعالیٰ کے پکارنا جائز نہیں''۔

(فتاویٰ ارشادیہ ص 167)

بریلوی فقیہ الہند شاہ مسعود محدث دہلوی فتویٰ دیتے ہیں:

''واضح ہو کہ یارسول اللہ کہنا وقت سونے اور نشست اور ہر کار وغیرہ کے وقت ممنوع ہے اور بہ نیت حاضر و ناظر کہنا موجب کفر و شرک کا ہے''۔

(فتاویٰ مسعودی ص 529)

بہر حال بدعتی مناظر جو بھی عقیدہ لکھوائے دیگر عقائد سے جو تعارض آئے اس پر سخت گرفت کریں۔

Scanned with CamScanner

ایک ضروری وضاحت

بدعتیوں کے پاس اس خود ساختہ عقیدہ حاضر و ناظر پر قرآن و حدیث سے کوئی نص صریح نہیں ہمارا تاقیامت بدعتیوں کو چیلنج ہے کہ ماقبل میں اس سے متعلق جو رضاخانی اکابر کے عقائد لکھوائے گئے ہیں اس پر کوئی ایک آیت یا حدیث پیش کر دیں۔ اس باب میں ان کا سارا زور اس پر ہوتا ہے کہ فلاں نے یہ کہا فلاں نے یہ۔ عرض ہے کہ عقائد فلاں فلاں کے قول سے ثابت نہیں ہوتے۔ ہمارے مشائخ ماتریدیہ نے عقائد اور احناف فقہا نے فروع پر سب کچھ لکھ دیا ہے اگر فلاں ہی کا قول پیش کرنا ہے تو عقائد کی کسی ایک کتاب اور فقہ کی کسی دو مستند کتب سے اپنا یہ خود ساختہ عقیدہ دکھائیں ہم ماننے کو تیار ہیں۔

خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں تاقیامت ان کو اس کی جرات نہ ہوگی۔ فھل من مبارز

ماقبل اصول میں گزر چکا کہ عقائد امتیوں کے اقوال سے ثابت نہیں ہوتے لہذا ان کے اس قسم کی دھوکا دہی کو بالکل نہ چلنے دیں۔

عقیدہ حاضر و ناظر کے منکر کا حکم

مولوی غلام مہر علی لکھتے ہیں:

''عقیدہ حاضر و ناظر تمام امت محمدیہ کا متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے اور اس پر ایمان لانا دین کی ضروریات سے ہے اور جس طرح عقیدہ ختم نبوت اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا منکر جماعت اہل اسلام سے خارج ہے اسی طرح عقیدہ حاضر و ناظر کا منکر اور آنحضرت ﷺ کے مطلق خداداد علم غیب کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے''۔

(دیوبندی مذہب، ص 241، تنظیم اہل سنت کراچی)

مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

''اسی لئے علم غیب ہو یا حاضر و ناظر اور نور وغیرہ صفات کا مظہر ماننا عین اسلام ہے''۔

(فتاوی اویسیہ، ص 168)

جب ان کو ماننا عین اسلام ہے تو ان کے اصول پر ظاہر ہے کہ انکار کرنا عین کفر ہوگا۔

Scanned with CamScanner

مولانا عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں:

''جو نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں ان کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں''۔

(مقیاس حنفیت، ص 268)

اس تفصیل کے بعد اب ذرا مولانا سعید اسد صاحب کی یہ غلط بیانی ملاحظہ ہو:

''اس حدیث کو ضعیف ہی کہنے پر اصرار کرے تو اسے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے اس مسئلہ اور دعوی کا تعلق باب فضائل سے ہے جہاں ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہوتی ہے''۔

(مسئلہ حاضر و ناظر، ص 50)

حالانکہ سعید اسد صاحب کے ابا جی کہتے ہیں:

''یہ اکابر اہل سنت کا عقیدہ و نظریہ ہے اور اس کا انکار کرنا شان مصطفی ﷺ کو گھٹانے کے زمرہ میں آتا ہے جو کہ نا قابل معافی جرم اور یہودیوں کا کردار ہے''۔

(حاضر و ناظر رسول ﷺ، ص 4،3)

آگے اسی عقیدے کے متعلق لکھتے ہیں:

''سید انبیا ﷺ کی کسی بھی اللہ تعالی کی عطا کردہ صفت کا انکار کیا جائے تو بوجہ گستاخی کفر ہے''۔

(حاضر و ناظر رسول ﷺ، ص 12)

ابا کہتا ہے کہ انکار کرنا کفر ہے یہودیوں کا کردار ہے اور بیٹا کہتا ہے نہیں جی بس زیادہ سے زیادہ فضائل کا معاملہ ہے۔

مولانا نعیم الدین سیالوی خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کا فتوی نقل کرتے ہیں:

''حضرت کے ملفوظات جو انوار قمریہ کے نام سے چھپ چکے ہیں اس میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر نہیں مانتا وہ کافر ہے''۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، حصہ اول، ص 66)

انوار قمریہ کی اصل عبارت بھی ملاحظہ ہو:

Scanned with CamScanner

''اسی طرح سیدنا وسندنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ اور محبوب خدا ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا منکر دونوں شخص عقیدہ کے لحاظ سے اس کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ التزام کفر ہے جس سے نکاح نہیں رہتا لہٰذا جس فعل کا تعلق عقیدہ سے ہو اور اہل سنت کے خلاف ہو تو مرتد قطعی ہے''۔

(انوار قمریہ ص 107)

انہی سیالوی صاحب کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ ہو:

''یہ لوگ حضور ﷺ کے اوصاف کاملہ کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے جن صفات کاملہ کا ان لوگوں نے انکار کیا ان میں علم غیب اور حاضر و ناظر اور معراج کی رات حضور علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنا اور حضور علیہ السلام کی اعانت کا انکار کرنا اور آپ ﷺ سے استمداد کا منکر ہو جانا یہ ان کے کفر کی وجوہات ہیں''۔

(دیوبندی مذہب ص 653 بحوالہ عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، حصہ اول، ص 70)

حاضر و ناظر کب ہوئے؟

اگرچہ مولانا سعید اسد صاحب نے کہا کہ ہم حضور ﷺ کو حاضر و ناظر تکمیل قرآن کے وقت سے مانتے ہیں لیکن جس طرح انہوں نے حاضر و ناظر کا عقیدہ غلط بیان کیا یہ مسئلہ بھی غلط بیان۔ وہ اس طرح کہ مولانا فیض احمد اویسی صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

''ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر جاننا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کیلئے تمام دنیا کو آپ کے روبرو مثل کف و دست کے ظاہر اور روشن کر دیا ہے عالم کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے ساتوں آسمانوں کا کوئی ٹکڑا ساتوں زمینوں کا کوئی ذرہ سمندروں کا کوئی قطرہ اشجار کوئی پتہ مخلوقات کے تمام احوال ہر آن ہر ساعت آپ پر ظاہر ہیں حتیٰ کہ انسانوں کے تمام اعمال و افعال، نفاق و ایمان اور خطرات قلوب پر رسول اللہ ﷺ باذن

Scanned with CamScanner

الہی آپ اپنے نورِ نبوت سے مطلع ہیں"۔

(ندائے یارسول اللہ ص 39)

یہاں ہمارا استدلال "نور نبوت سے مطلع" کے جملہ سے ہے گویا اویسی صاحب کے ہاں جب حضور ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تو اسی وقت سے حاضر و ناظر بھی ہیں۔اب اس باب میں اہل بدعت کے دو گروہ ہیں جو ایک دوسرے کو کافر بھی کہتے ہیں۔مولانا اشرف سیالوی صاحب اور ان کا گروہ (جس میں مولانا سعید اسد صاحب بھی شامل ہیں) نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز مانتے ہیں گویا ان کے نزدیک حضور ﷺ چالیس سال کی عمر میں" حاضر و ناظر" ہوئے جبکہ سیالوی کا مخالف گروہ جو جمہور رضاخانیت ہے وہ نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں نبوت سے سرفراز مانتا ہے گویا ان کے ہاں حضور ﷺ عالم ارواح ہی میں حاضر و ناظر ہو گئے تھے۔

مولانا سعید اسد صاحب کے دادا استاد مولانا عطا اللہ بندیالوی لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ اپنے نور نبوت کے ذریعہ مومنوں اور کافروں کے اعمال اور عقائد پر مطلع ہیں"۔

(مسئلہ حاضر و ناظر ص 13)

نیز مولانا سعید اسد صاحب یہ حاضر و ناظر یکدم نہیں مان رہے بلکہ تدریجاً مان رہے ہیں حالانکہ یہی بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:

"اشکال سوم یہ ہوتا تھا کہ شاید یہ اطلاع دائمی نہیں ہے بلکہ گاہے گاہے ہوتی ہے تو اس کا ازالہ فرمایا کہ یہ اطلاع نور نبوت سے ہوتی ہے چونکہ نور نبوت دائمی ہے کبھی آپ سے منفک (جدا) نہیں لہذا یہ اطلاع بھی دائمی ہے"۔

(مسئلہ حاضر و ناظر ص 13)

مولانا سعید اسد صاحب کے والد مفتی امین صاحب نے "حقیقت محمدیہ" کی ایک خود ساختہ تشریح "جسد حقیقی" سے کی اور کہا کہ حضور ﷺ کا جسد حقیقی "عرش" سے بھی بڑا ہے معاذ اللہ اور وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اسی لئے کہتے ہیں:

Scanned with CamScanner

''ابتدائے آفرینش سے لیکر جو کچھ ہوا سب حضور پر نور ﷺ کے سامنے ہوا''۔

(حاضر و ناظر رسول ﷺ ص 62)

مولانا عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ کی بڑی رحمت اور خطاب شدہ اور مقرر رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں اس واسطے نبی کریم ﷺ کی ذات رحمت عالمین کی ہر شئے کو محیط ہے اس لئے آپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر وَسِعَتْ کُلَّ شیئٍ کے مصداق نہیں بن سکتے اور آپ کی رحمت کو اللہ کی ذات محیط ہے اس واسطے آپ کی رحمت کا جدا ہونا عالمین سے محال ہے''۔

(مقیاس حنفیت ص 270)

جب آپ تمام عالم کیلئے رحمت ہیں اور آپ کی رحمت عالم سے جدا نہیں ہوسکتی اور اسی واسطے آپ حاضر و ناظر ہیں تو پھر آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالم کی پیدائش کے وقت سے ہی ہونا لازم ہوا۔ ورنہ عالم تو موجود ہوتا مگر رحمت نہ ہوتی۔ اب سعید اسد صاحب پر اچھروی صاحب کا فتویٰ لگا کہ بقول سعید اسد صاحب جب تکمیل قرآن یعنی قرب وفات کے وقت نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہوئے تو اس سے پہلے آپ رحمۃ للعالمین بھی بقول اچھروی نہ ہوئے گویا کروڑوں سالوں تک سعید اسد صاحب نے عالم کو نبی کی رحمت کے بغیر مانا۔

تکمیل قرآن کے ساتھ حاضر و ناظر ہونے والوں پر زبردست گرفت

بریلوی اکابر کا حوالہ گزر چکا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو ''نور نبوت'' کی وجہ سے حاضر و ناظر مانتے ہیں، جبکہ مولانا سعید اسد صاحب روضہ رسول ﷺ میں نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اسی طرح ڈاکٹر اشرف آصف جلالی لکھتے ہیں:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے روضہ پاک میں حیات حسی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور پوری کائنات آپ کے سامنے موجود اور کائنات کے ذرے ذرے پر نگاہ کرنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے''۔

(مسئلہ حاضر و ناظر ص 7)

Scanned with CamScanner

ان کے نزدیک بھی حضور ﷺ روضہ مبارکہ میں مدفون ہونے کے بعد حاضر و ناظر ہیں۔ اس سے پہلے نہیں۔ پہلے کی نفی کی وجہ یہ ہے کہ بلاغت میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ کلام مقید میں "قید" ملحوظ ہوتی ہے۔ جب ان بدعتیوں نے حاضر و ناظر کے عقیدہ میں فقط "روضہ رسول ﷺ" کی قید لگادی تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ حضور ﷺ کی حیات میں یہ لوگ آپ ﷺ کیلئے اس قسم کے حاضر و ناظر کا عقیدہ نہیں رکھتے۔

اب دیکھیں جن لوگوں نے حاضر و ناظر کی علت "نور نبوت" بتلائی ان کی عبارات کی روشنی میں مولانا سعید اسد، جلالی و مثلھما حضور ﷺ کی نبوت کے منکر ہیں معاذ اللہ۔ اس لئے کہ جب حیات ظاہری میں ہر ذرے پر حاضر و ناظر نہیں تو نبی بھی نہیں کیونکہ یہی اس کی علت تھی ورنہ علت کا معلوم سے تخلف لازم آئے گا وھو محال۔ اور یہ بدعتیوں کا فتوی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا منکر بالاجماع کافر ہے۔ لہذا یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے نور نبوت کے منکر ہو کر کافر ہوئے۔

ان سے یہ وضاحت بھی کروانی ہے

جو لوگ ان میں سے تکمیل قرآن کے وقت یا روضہ رسول ﷺ میں نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں ان سے یہ بھی پوچھنا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی میں آپ ان کیلئے حاضر و ناظر کے اس معنی میں دعوے دار کیوں نہیں؟ اس کے انکار کی کیا دلیل ہے آپ کے پاس؟

لہذا مناظرے میں آپ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں حاضر و ناظر ہونے کی نفی پر بھی دلائل دینے ہیں، کیونکہ آپ کے اکابر تو حضور ﷺ کو "نور نبوت" جو غیر منفک ہے کے ملنے سے کے ساتھ ہی "حاضر و ناظر" مانتے ہیں آپ اس معنی میں نہیں مانتے، لہذا وہ دلائل ذکر کریں جس کی وجہ سے آپ نے ان کا یہ عقیدہ تسلیم نہیں کیا۔

مولانا اشرف سیالوی صاحب کا معتزلانہ عقیدہ

آپ نے علم غیب اور حاضر و ناظر کے مسئلہ میں پڑھ لیا کہ حضور ﷺ کا یہ علم غیب کلی تدریجا نزول قرآن کے ساتھ مکمل ہوا، بعض نے کہا معراج کی رات مکمل ہوا، بعض نے دیگر نظریات پیش کئے۔ یہاں ایک اور بات بھی بتاتا چلوں کہ عموما رضاخانی حضرات نے یہ دھوکا بھی دیا ہوا ہے کہ

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ کا یہ علم غیب اللہ کی طرف سے وحی اور اعلام کے ذریعہ ہوتا ہے حالانکہ اشرف سیالوی لکھتا ہے:

''لہذا انبیا و رسل علیہم السلام کیلئے علم غیب تسلیم کرنا لازم و فرض ہے البتہ وہ عطائی ہے ذاتی نہیں اور اللہ تعالی کے علم کے مساوی نہیں جو کہ غیر متناہی بالفعل ہے بلکہ متناہی ومحدود ہے اور غیر متناہی لاتقفی ہے اور صرف تازہ اطلاع سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ فراست اور نور قلب اور انوار محبوبیت کے ذریعہ ان میں ملکہ و استعداد اس علم غیب کی موجود ہوتی ہے''۔

(گلشن توحید و رسالت، ج 2 ص 365)

گویا بدعتی مناظر اعظم اشرف سیالوی صاحب کے نزدیک انبیا علیہم السلام کے اندر ایک قوت، استعداد و ملکہ اللہ کی طرف سے ودیعت کر دیا گیا ہے جس کو وہ ''نور نبوت'' اور ''فراست'' سے تعبیر کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اب وہ علم غیب جاننے کیلئے اللہ کی وحی کے محتاج نہیں بلکہ جب چاہیں اس ملکہ و استعداد کے ذریعہ غیب معلوم کر لیں۔ حالانکہ یہ بالکل معتزلہ کا عقیدہ ہے اور علم کلام میں ''تاثیر'' کے نام سے معروف ہے۔ معتزلہ کا تاثیر کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود موجد ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے اس کے اندر ایک قوت ایک طرح کی قدرت و ملکہ رکھ دیا ہے اور اس قدرت کی وجہ سے وہ جس طرح چاہے تصرف کرتا ہے۔ امام سنوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم کلام سے نابلد (اشرف سیالوی جیسے) عوام کا عقیدہ بھی یہی ہے اس عقیدہ کے کفر میں اختلاف ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ ایسا نظریہ رکھنے والے کافر ہیں۔ ان کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:

ثم ذکر ان النوع الثالث من هذا الصنف ما تقوله المعتزلة و یعتقده اکثر من جهل هذا العلم من المسلمین ان العبد یوجد افعاله بقدرة خلقها الله تعالى له و امره ان یتصرف بها فی غیر ما نهاه عنه و ذکر خلاف اهل السنة فی تکفیر هم قال و الاظهر انهم کافرون

(شرح العقیدة الکبری ص 277، دار التقوی شام)

Scanned with CamScanner

اس سے ان بدعتیوں کے قول کا رد بھی ہوگیا جو عرض اعمال یا تدریجاً وحی کے ذریعہ علم غیب و حاضر ناظر کو تسلیم کرتے ہیں۔

حاضر و ناظر علم غیب کی فرع ہے

اگرچہ اس پر ماقبل میں تفصیل سے کلام ہو چکا ہے لیکن ایک صریح حوالہ بھی ملاحظہ ہو:

''حاضر و ناظر کا عقیدہ و نظریہ بھی اسی علم غیب کا ہی شعبہ اور حصہ ہے''

(گلشن توحید و رسالت، جلد دوم، ص 366)

شیطان کے حاضر و ناظر ہونے پر بھی مناظرہ ہوگا

بدعتیوں سے صرف نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر مناظرہ نہ ہوگا بلکہ شیطان کے حاضر و ناظر ہونے پر بھی مناظرہ ہوگا۔

مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

''شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے''۔

(نور العرفان ص 184 از مفتی احمد یار خان نعیمی)

یہی مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ابلیس کی نظر تمام جہاں پر ہے کہ وہ بیک وقت سب کو دیکھتا ہے اور تمام مسلمانوں کے ارادوں بلکہ دل کے خطرات سے بھی خبردار ہے کہ نیک ارادے سے باز رکھتا ہے اور برے ارادے کی حمایت کرتا ہے''۔

(تفسیر نعیمی ج 3 ص 114 آیت نمبر 268)

یہی عقیدہ ان بدبختوں کا نبی کریم ﷺ کیلئے ہے۔

نواب احمد رضا خان کی مصدقہ کتاب ''انوار ساطعہ'' میں ہے:

''تماشا یہ ہے کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک و ناپاک، مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی نہیں کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر

Scanned with CamScanner

ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک، کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے"۔

(انوار ساطعہ ص 359)

یعنی یہ شیطان کو نبی کریم ﷺ سے زائد مقامات پر حاضر و ناظر مانتے ہیں اب جہاں اپنے عقیدے میں حضور ﷺ کے حاضر و ناظر کو لکھیں گے وہاں اپنے پیر شیطان کا بھی ذکر کریں گے۔ اور اس کے حاضر و ناظر ہونے پر بھی دلائل دیں گے۔

حاضر و ناظر سے متعلق چند سوالات

(۱) آپ ﷺ کی روح مبارک ہر جگہ موجود ہے؟ یا روح مع الجسد ہر جگہ موجود ہے؟ یا جسم مثالی ان میں سے کسی ایک کو متعین کرو؟

(۲) علم غیب کے متعلق تو ان کے مناظرین کہتے ہیں کہ تدریجا آپ کو ملا تو حاضر ناظر کے متعلق بھی ان سے دریافت کیا جائے کہ یہ صفت بھی آپ کو تدریجا آخری عمر میں ملی یا دفعۃ شروع ہی سے آپ اس صفت سے متصف تھے کیونکہ ماقبل میں اس حوالے سے ان کے جو عقائد ذکر کئے گئے ان میں کافی تضاد ہے۔

(۳) اگر یہ کہیں کہ دفعۃ یہ صفت حاصل ہوگئی تھی تو پوچھیں کہ کیا وجہ ہے کہ علم غیب تو آپ ﷺ کو تدریجا ملا اور یہ صفت دفعۃ مل گئی۔

(۴) زندگی میں جب آپ ﷺ اپنے مقام پر حاضر ہوتے تھے تو جو جو وہاں ہوتا (خواہ صحابی ہو یا مشرک بے ایمان) سب کیلئے منظور بھی تھے یعنی سب کو نظر آتے مگر کیا وجہ ہے کہ وفات کے بعد آپ حاضر تو ہر جگہ پر ہیں مگر منظور کسی کو نہیں۔

(۵) اگر آپ روح مع الجسد حاضر ہیں تو قبر مبارک میں کون ہے؟ پھر اس حدیث کا کیا مطلب کہ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور اگر صرف روح حاضر ہے تو یہ حضور کامل تو نہ ہوا اس لئے کہ انسان تو روح مع الجسد کا نام ہے۔

(۶) اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ تدریجا یہ صفت آپ کو ملی تو کب ملی؟ تاریخ و سال کا تعین کرو اور کسی شیعہ بریلوی کا قول معتبر نہیں عقیدہ نص سے ثابت ہوتا ہے اس لئے اس باب میں بھی نص

Scanned with CamScanner

قطعی درکار ہے۔

(۷) اگر آپ ﷺ وفات کے بعد حاضر و ناظر ہیں (جیسا کہ ماقبل میں تنقیح عقیدہ کی بحث میں یہ بات گزر گئی کہ کچھ بریلوی نبی کریم ﷺ کو قبر میں حاضر و ناظر مانتے ہیں) تو یہ بات آپ کو کس نے بتائی؟ وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی یا بغیر وحی کے؟ وحی تو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بند ہوگئی لہذا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ قبر مبارک میں حاضر و ناظر ہیں اور اگر بغیر وحی کے معلوم ہوئی تو ہم اس کو مانتے ہی نہیں۔

(۸) زندگی میں حضور ﷺ غیر محرم عورتوں سے پردہ کرتے کوئی عورت بغیر پردہ آپ ﷺ کے سامنے نہ آسکتی تھیں اب اگر آپ ہر جگہ ہیں تو لامحالہ وہاں بھی ہوں گے جہاں بے پردہ عورتیں ہیں جہاں بے حیائی ہے اگر نہیں تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا کیا مطلب؟ اگر موجود ہوتے ہیں تو معاذ اللہ اس سے بڑھ کر بے ایمانی اور گستاخی کیا ہوگی؟ بریلوی اس سوال میں کافی سرگرداں رہے تا نکہ بعض بے ایمانوں نے تو اس بات کا کھلا اقرار کیا کہ ہاں ان مقامات پر بھی موجود ہوتے ہیں معاذ اللہ جیسا کہ ماقبل میں گزر چکا۔

(۹) جن بدعتیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو تدریجاً علم غیب ملا وہ اور آخر وقت میں آپ کا علم غیب مکمل ہوا وہ یقیناً آپ ﷺ کے آخر عمر تک حاضر و ناظر کے بھی منکر ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ جب ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو علم غیب بھی ہوتا ان مقامات کا۔

(۱۰) اگر آپ ﷺ عالم الغیب بھی ہیں حاضر و ناظر بھی ہیں تو یہ اتنی برائیاں ہو رہی ہیں ان کو حضور ﷺ روکتے کیوں نہیں؟ اگر اختیار ہے مگر پھر بھی نہیں روکتے تو یہ مقام نبوت کے خلاف ہے اور اگر اختیار نہیں تو مختار کل کا عقیدہ گیا؟ بریلوی اس کے جواب میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالی کو بھی تو اختیار ہے وہ کیوں نہیں روکتا تو کیا اللہ تعالی احکام شریعت کا مکلف ہے؟ مزید تفصیل اپنے مقام پر آرہی ہے۔

(۱۱) آپ ﷺ نے اونٹنی پر سواری فرمائی گھوڑے پر سواری فرمائی خچر پر سواری فرمائی مرکوب راکب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتا ہے اور آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ تب ہی پہنچتا

Scanned with CamScanner

ہے جب وہ دوسری جگہ پر نہ ہو تو اگر حضور ﷺ ہر جگہ حاضر تھے تو سواریوں پر سفر کرنے کی کیا ضرورت؟

(۱۲) آپ نے میبذی کے حوالے سے ماقبل میں پڑھ لیا ہے کہ ایک مکان میں جب ایک جوہر آگیا تو دوسرے جوہر کیلئے وہاں جگہ نہیں یعنی تداخل الجوہر و تداخل الاجسام ناممکن ہے اب آپ بتائیں کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ہیں جیسے اس وقت میں جہاں موجود ہوں یا دیگر جو اشیاء موجود ہیں یہاں نبی کریم ﷺ بھی موجود ہیں؟ تو یہ تو ناممکن ہے اس لئے کہ تداخل الاجسام ناممکن ہے اور اگر موجود نہیں تو ہر جگہ حاضر و ناظر کا کیا معنیٰ؟

(۱۳) حدیث میں ہے کہ من صلی علی عند القبر سمعته و من صلی علی نائیا بُلِّغْتُهُ یعنی جو میری قبر کے قریب جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو وہ پہنچایا جاتا ہے تو یہ قریب و دور کا فرق تو تبھی ہوگا جب آپ ﷺ دور موجود نہ ہوں اگر ہر جگہ موجود ہوتے تو دور سے پہنچائے جانے کا کیا مقصد؟

(۱۴) قبر بھی ایک مکان ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے مسلمان بھی ہوں گے جن کو معاذ اللہ قبر میں عذاب ہو رہا ہوگا تو اگر آپ ﷺ وہاں موجود نہیں تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا کیا مطلب؟ اور اگر موجود ہیں تو آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے امتی کو عذاب ہو رہا ہوگا تو یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ ان کی سفارش نہ کریں اگر سفارش کرتے ہیں تو قبول ہوتی ہے اور یوں اس وقت کسی بھی مسلمان کی قبر میں عذاب نہیں ہو رہا ہوگا اور یہ دعوی بلا دلیل ہوگا اور اگر سفارش قبول نہیں ہوتی تو مختار کل کا عقیدہ ہاتھ سے گیا۔

(۱۵) آپ ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو اب اللہ کے مہمان ہیں اور روضة من ریاض الجنة میں تشریف فرما ہیں تو اب اللہ تعالی کی مہمانی چھوڑ کر اور جنت کے باغ کو چھوڑ کر آپ کی بدبودار گلیوں میں کیوں حاضر و ناظر ہیں؟

☆......☆......☆......☆

Scanned with CamScanner

فوائد شتّیٰ

Scanned with CamScanner

مقسم اپنی اقسام میں موجود ہوتا ہے

بدعتی کہتے ہیں کہ دیکھو حیوان ایک جنس ہے اس کی تقسیم انواع کی طرف کریں الانسان اما مسلم اما کافر اما مشرك پھر اس صنف کو آگے انواع کی طرف تقسیم کریں المسلم اما زید اما عمرو اب آپ دیکھیں کہ زید ایک فرد ہے جو کتنے مراحل اور تقسیمات سے گزر کر آیا ہے اس کے اندر حیوانیت ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے اس لئے کہ حیوان اصل مقسم ہے معلوم ہوا کہ ہر مقسم اپنی تقسیمات کے اندر موجود رہتا ہے۔ اب دیکھو سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے نور کو پیدا کیا گیا پھر آپ ﷺ کے نور سے باقی سب مخلوق پیدا کی گئی یہاں محمد ﷺ کی ذات مقسم ہوئی اور پوری کائنات اور اس کا ذرہ ذرہ اقسام ہوئے اور مقسم اپنی اقسام میں ہمیشہ موجود رہتا ہے لہذا نبی کریم ﷺ بھی کائنات اور اس کے ہر ذرے ذرے میں موجود ہیں یہی عقیدہ مولانا احمد سعید کاظمی نے پیش کیا اور اسے حقیقت محمدیہ سے تعبیر کیا۔ (جس منطقی انداز میں ہم نے پیش کیا اس طرح شائد کاظمی صاحب کے وہم وخیال میں بھی نہ ہو اس لئے بدعتی اس پر ہمارا شکریہ ادا کریں)

اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھو بقول تمہارے نبی اکرم ﷺ کی ذات سے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا گیا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہوئی ہابیل قابیل کی اولاد ہوئی یہ جو اولاد ہے یہ گویا اقسام ہیں اپنے آباء کی ان کے آباء مقسم بھی ہیں اور اقسام بھی اپنے آباء کی اس طرح یہ سلسلہ چلے گا حتی کہ آدم علیہ السلام کی ذات مقسم ہے ہابیل قابیل کیلئے اور قسم بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ اس کو یوں سمجھئے کہ الکلمۃ مقسم ہے اس کی اقسام اسم، فعل، حرف ہیں۔ پھر اس کی اقسام ہیں معرب و مبنی۔ اسم ان کیلئے مقسم ہے اور اوپر کلمہ کیلئے قسم ہے پھر آگے معرب کی اقسام ہیں منصرف وغیر منصرف ان کیلئے معرب قسم ہے اور معرب خود قسم ہے اسم کی۔ اور قاعدہ ہے کہ قسم اپنی اقسام میں ہمیشہ موجود ہوتا ہے لہذا کلمہ اپنی تمام اقسام اسم فعل حرف معرب مبنی منصرف وغیرہ میں موجود ہوگا۔ اسم بھی مقسم ہے اپنے ماتحت کے اعتبار سے لہذا وہ اپنی اقسام معرب مبنی منصرف وغیرہ میں موجود ہوگا اسی طرح معرب بھی مقسم ہے اپنے ماتحت کے اعتبار سے لہذا وہ بھی اپنی اقسام منصرف وغیر منصرف میں موجود ہوگا جب یہ سمجھ گئے تو اب دیکھئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نور سے پوری کائنات اور اس کی تمام چیزوں کو وجود

Scanned with CamScanner

ملا محمد رسول اللہ ﷺ مقسم ہے پھر آگے آدم علیہ السلام بھی مقسم ہیں اپنی اولاد کیلئے لہذا وہ بھی اپنے ہر بیٹے میں تاقیامت رہیں گے اسی طرح دیگر اشیاء قیاس کریں غرض خلاصہ یہ نکلا کہ اس اصول سے تو تمام انبیاء، کرسی، لوح محفوظ بلکہ فاسق فاجر بھی اپنے سے بعد بننے والی کائنات کے ذروں میں موجود رہیں گے۔ اب یہ تسلیم کرو اگر نہیں تو دلیل باطل۔

یاد رہے کہ یہ جواب علی سبیل التسلیم ہے ورنہ سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے نور کو پیدا کیا گیا اس معنی کی کوئی حدیث صحیح سند کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہی نہیں۔

حقیقتِ محمدیہ

مغالطہ دہی میں بدعتیوں کا کوئی ثانی نہیں اب دیکھیں کہ یہ لوگ حاضر و ناظر کے مسئلہ کو ثابت کرنے کیلئے صوفیاء کی ایک اصطلاح ''حقیقت محمدیہ'' سے سادہ لوح عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔

حالانکہ حقیقت محمدیہ کو اس عقیدہ حاضر و ناظر سے کوئی تعلق نہیں۔ حقیقت محمدیہ کا مطلب یہ ہے کہ صوفیاء کہتے ہیں کہ دیکھو عقل سوال کرتی ہے کہ جب یہ کائنات نہ تھی تو اللہ کہاں تھا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ رب تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا کہ كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِياً فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے محبوب رکھا کہ میں پہچانا جاؤں پھر میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات وخلق کی تخلیق سے پہلے بھی اپنی تمام صفات وکمالات کے ساتھ موجود تھی مگر اس ذات کو پہچاننے والا کوئی نہ تھی اکیلی ذات تھی اب جب مخلوق کی اللہ نے تخلیق کا ارادہ کیا تو اس تخلیق سے پہلے جو ظہور امر کا پہلا مرتبہ آیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے امر و ارادے کا جو پہلا ظہور رہا وہ اللہ تعالیٰ کی ''حب'' کا ظہور رہا اب اس مخلوق کی تخلیق سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کو پیدا فرمایا جیسا کہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ اول ما خلق الله نوری ایک اور روایت میں آتا ہے کہ لولاك لما خلقت الافلاك اب جب نبی اکرم ﷺ خلق کے اعتبار سے اول ہوئے اور ادھر اللہ نے فرمایا کہ میں نے محبت کی کہ میں پہچانا جاؤں تو اللہ کی جو یہ کمال حب کا ظہور رہا تو یہ نبی اکرم ﷺ کی تخلیق کے وقت ہوا چنانچہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محب بھی تھے محبوب بھی تھے محبّیت ذاتی اور

Scanned with CamScanner

محبوبیت ذاتی علی وجہ الاتم وہ نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ میں موجود ہے اب جو نبی کریم ﷺ کی تخلیق کا ظہور ہوا انہیں پیدا کیا گیا تو اس خلق کو صوفیاء کے ہاں "تعین اول" کہا جاتا ہے مطلب اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو سب سے پہلے تخلیق کیا اس کے بعد تمام مخلوقات کو تخلیق کیا۔ چنانچہ مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

"اور حقیقت محمدیہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام جو کہ حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال کے طے کرنے کے بعد اس فقیر پر آخر کار جو کچھ منکشف ہوا وہ تعین وظہور حبی ہے جو کہ تمام ظہورات کا مبداء اور تمام مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے۔ مشہور حدیث قدسی میں آیا ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الاخلق لاعرف (میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے محبوب رکھا کہ میں پہچانا جاؤں پھر میں نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ میں پہچانا جاؤں) سب سے پہلی چیز جو اس مخفی خزانہ سے ظہور کے تحت پر جلوہ گر ہوئی وہ محبت تھی جو کہ مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں مستقل طور پر اپنا ٹھکانہ رکھتا حدیث قدسی لولاك لما خلقت الافلاك (اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) جو کہ خاتم الرسل کی شان میں واقع کا راز اس جگہ سے معلوم کرنا چاہئے اور لولاك لما اظهرت الربوبيت (اگر تو نہ ہوتا تو میں ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا) کی حقیقت کو اس مقام میں تلاش کرنا چاہئے۔

(مکتوبات اردو، ج 3، ص 1609، مترجم سعید احمد نقشبندی بریلوی)

اسی بات کو عاشق رسول ﷺ حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روح محمد بنایا گیا
پھر اسی نور سے لیکر روشنی بزم کون و مکان کو سجایا گیا

وضاحت: حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی طرف یہ اشعار منسوب ہیں اس لئے ہم نے بھی بوجہ شہرت نسبت کردی البتہ اس کا ماخذ ہمیں دستیاب نہ ہوسکا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حقیقت محمدیہ خالصۃ تصوف کی اصطلاح ہے اور ظاہر ہے کہ اس پر

Scanned with CamScanner

عقیدے کی بنیاد وہ بھی اس طرح کہ جو نہ مانے وہ کافر ہے کسی طور پر بھی نہیں رکھی جاسکتی۔

پھر اس اصطلاح کی کامل وضاحت قرآن وحدیث میں موجود نہیں جو احادیث پیش کی گئی وہ محدثین کے ہاں سخت مجروح ہیں بلکہ اس اصطلاح کی واحد مضبوط بنیاد ''کشف'' ہے چنانچہ حضرت مجدد ومنور رحمۃ اللہ علیہ نے خود یہ کہہ کر:

''مراتب ظلال کے طے کرنے کے بعد اس فقیر پر آخر کار جو کچھ منکشف ہوا''

اس کی وضاحت فرمادی کہ اس کا تعلق خالصتاً کشف سے ہے۔پس کسی امتی کا کشف تو ویسے ہی کسی دوسرے پر حجت نہیں چہ جائیکہ اس سے عقیدہ بنالیا جائے۔

ثالثاً: حقیقت محمدیہ کی جو وضاحت ما قبل میں گزری اس سے بریلویوں کے عقیدہ حاضر و ناظر کا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہم نے جتنے بھی ما قبل میں آل بدعت کے عقیدے نقل کئے بتائے اس میں سے کونسا عقیدہ اس اصطلاح پر منطبق ہوتا ہے؟ اس اصطلاح سے تو صرف ظہور اول کا تعین مقصود ہے۔اس کو ایک عام فہم آسان سی مثال سے سمجھ لیں مثلاً آپ کو کوئی سفید چٹا کاغذ دے دیا جائے جس پر کسی قسم کی تحریر کوئی لکیر کوئی نکتہ نہ ہو صاف شفاف سفید کاغذ ہو اور کہا جائے کہ اس پر کچھ لکھو تو اب جو آپ پہلا لفظ لکھیں گے سمجھو کہ وہی ''تعین اول'' اور اس کے بعد جن جن الفاظ کا ظہور ہوگا وہ اس تعین اول کے ظلال ہوں گے۔اب کوئی بے وقوف اس سے یہ مفہوم اخذ کرے گا کہ وہ پہلا لفظ اب ہر جگہ حاضر و ناظر ہے دیگر تمام الفاظ کے ذرہ ذرہ کائنات میں موجود تمام کاغذوں کے ذرہ ذرہ میں وہ پہلا لفظ موجود ہے؟۔ہرگز نہیں مگر خدا ان بدعتیوں کو سمجھ دے جو اس کا یہی مطلب بیان کر رہے ہیں۔

خامساً: حقیقت محمدیہ کی جو تعریف راقم نے نقل کی ہے وہ میری ذاتی تحقیق ہے جو بزرگوں کے اقوال سے مجھے سمجھ آئی اگر کسی کا ذوق وتحقیقی مزاج یا ''کشف'' اس کے خلاف ہو تو اس کو اختلاف کا مکمل حق دلیل کے ساتھ حاصل ہے، بشرطیکہ قرآن وحدیث کی نصوص سے تعارض نہ آتا ہو کیونکہ ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔لیکن یاد رہے کہ عقیدہ اس سے پھر بھی ثابت نہ ہوگا۔

Scanned with CamScanner

حقیقت محمدیہ اور پیر نصیر الدین گولڑوی

پیر نصیر صاحب لکھتے ہیں:

"بعض کم علم (جیسا کہ بدعتی ۔از ناقل) حقیقت محمدیہ سے مراد رسالت مآب ﷺ کی معروف ذات لیتے ہیں جو غلط محض ہے صوفیاء کے نزدیک جب ذات بحت نے تنزل فرمایا تو اس کا سب سے پہلا تعین حقیقت محمدیہ تھا اور جب آنحضرت ﷺ نے عروج کیا تو آپ کو اس ذات عروج کی انتہاء تنزل کی ابتداء تھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے عروج اور ذات باری تعالی کے نزول کا نقطہ حقیقت محمدیہ ہے"۔

(راہ ورسم منزلہا ص 64,63)

جسم مثالی سے حاضر وناظر پر استدلال

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے کسی مقبول بندے کو اپنے کسی مقبول بندے کی کوئی صورت دیکھا دیتا ہے اور بعض اوقات اسباب کے درجہ میں اس سے کوئی کام بھی لے لیا جاتا ہے۔ بدعتی ایسے واقعات کے متعلق کہتے ہیں کہ دیکھو وہ بندہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تبھی تو فلاں مقام پر نظر آیا۔ اولا تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر ناظر اس لئے کہ اس کا صرف ایک مخصوص مقام پر مخصوص وقت کیلئے نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی صورت مثالیہ صرف اسی مقام پر تھی ورنہ جس طرح یہاں نظر آیا ہر مقام پر نظر آنا چاہئے تھا۔

ثانیا صورت مثالیہ عالم مثال کی ایک شے ہے جو اصل کے مشابہ ہوتی ہے لیکن اس نقل وحرکت اور کہیں حاضر ہونے۔ سے "اصل ذات" یعنی جس کی وہ صورت ہے کے حاضر و ناظر نقل وحرکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اصل کو یہ بھی علم نہ ہو کہ اس کی صورت مثالیہ فلاں مقام پر ہے۔ اس کو یوں سمجھے جیسے زندہ انسان کوئی خواب دیکھے اور اس سے گفتگو یا بحث وتکرار یا اظہار حب و بغض کرے لیکن اگر اصل انسان سے پوچھا جائے کہ کل خواب میں آپ کے ساتھ اس حالت میں ملاقات ہوئی تو وہ جواب دے گا کہ مجھے تو اس کا علم ہی نہیں ۔خواب میں بھی ایک مثالی شکل و صورت ہی سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

''وہمچنیں ارباب حاجت از اعزہ احیاء و اموات در مخاوف ومہالک مدد ہا طلب مینمایند ومی بینند کہ صور آں اعزہ حاضر شدہ و دفع بلیۃ نمودہ اس گاہ ہست کہ آں اعزہ را از دفع آں بلیہ اطلاع بود وگاہ نبود''۔

(مکتوبات دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 58)

حضرت مجدد الف ثانی ؒ کی اس عبارت سے صراحتہ یہ معلوم ہوا کہ جن حضرات کی صور مثالیہ ہوتی ہیں ان کو بعض اوقات اطلاع تک نہیں ہوتی کہ ہماری صورت مثالیہ کیا خدمات انجام دے آئی ہے لہذا ان صور مثالیہ اور لطائف غیبیہ کا مسئلہ حاضر و ناظر اور علم غیب سے کوئی تعلق نہیں ۔ایک اور مقام پر مجدد صاحب لکھتے ہیں :

''واولیائے کہ صاحب علم وکشف اند جائز است کہ بو بعضے از خوارق خود اطلاع پیدا نہ کنند بلکہ صور مثالیہ ایشاں را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند و درمسافت بعیدہ کارہائے عجیبہ وغریبہ از اں صور بظہور آرند کہ صاحب آں صور را از آنہا اصلا اطلاع نیست''۔

(مکتوبات دفتر اول حصہ سوم، مکتوب 216)

ثالثاً یہ صورت مثالیہ کا ظاہر ہونا واقعات وکشفی حکایات ہیں نہ کہ نصوص قطعیہ لہذا ان سے عقیدہ پر کسی صورت استدلال نہیں کیا جا سکتا کما مر۔

کشف کی وضاحت

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے مقبول بندوں کی آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیتا ہے اور انہیں امور غیبیہ میں سے وہ چیز نظر آجاتی ہے جو دوسروں کی آنکھوں سے مستور ہوتی ہیں ۔ بدعتی ایسے واقعات کو بھی حاضر ناظر پر محمول کرتے ہیں ۔حالانکہ یہ درست نہیں اس لئے کہ اس صورت میں آدمی تو اپنی جگہ پر ہوتا ہے اور دور کے علاقے سے پردہ کو اللہ تعالی ہٹا دیتا ہے ۔جیسا کہ قرآن میں حضرت آسیہ بی بی ؓ فرعون کی زوجہ کا واقعہ ہے کہ جب ظالم فرعون اسے شہید کرنے لگا تو بی بی نے فرمایا:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ

بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ
(سورۃ التحریم آیت 11، پارہ 28)

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا (کنزالایمان)

اسکی تفسیر میں علامہ بغوی لکھتے ہیں:

فَكَشَفَ اللّٰهُ لَهَا عَنْ بَيْتِهَا فِي الْجَنَّةِ حَتّٰى رَاٰتْهُ

(تفسیر بغوی، ج 8، ص 171، دارالطیبہ الریاض)

بدعتی صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالی نے ان کا مکان جو جنت میں ہے ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی مسرت میں فرعون کی سختیوں کی شدت ان پر سہل ہوگئی''۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص 668)

اب دیکھیں بی بی مریم اپنی جگہ پر موجود ہیں مگر سینکڑوں میل کی مسافت پر اللہ نے جنت میں ان کو اپنا ٹھکانہ بتادیا حالانکہ بی بی آسیہ اس وقت نہ تو جنت میں اور نہ ہی ہر مقام پر حاضر و ناظر تھیں۔اسی کا نام کشف ہے۔

اسی طرح معراج کے واقعہ کے بعد جب کفار مکہ نے بیت المقدس کے متعلق سوالات کئے تو آپ کو پریشانی ہوئی تو اللہ نے سامنے سے پردے ہٹا کر بیت المقدس آپ کو دکھلا دیا۔پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ عالم شہود میں اگر بطور اطلاع علی الغیب یا کشف یا مشاہدہ کسی چیز کو دکھلا دیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اب اسی شے کی تمام جہات کا علم بھی حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ بیت المقدس کا واقعہ اس پر شاہد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وہاں انبیاء کو نماز پڑھائی مگر معراج سے واپسی پر آپ اس کے متعلق تفصیل نہ بتاسکے جب تک اللہ نے سامنے سے پردے نہ ہٹادے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں ہے:

قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ

Scanned with CamScanner

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ

(سورۃ القصص،29،پارہ20)

مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لئے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو۔

اب دیکھیں آگ جل رہی ہے یہ جہت تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نظر آ گئی مگر وہ آگ دراصل "رب کی تجلی" تھی یہ جہت آپ سے مخفی رہی۔

اس طرح کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں کسی ایک جہت کے ظاہر ہو جانے سے اس شے کی تمام جہات کا علم ہونا لازم نہیں۔ بدعتی حضرات کی یہی بنیادی غلطی ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ کسی نبی کو کسی مخفی امور کی اطلاع دی گئی ہے تو وہ اس پر قیاس کرتے ہوئے ان تمام امور کا عالم مان لیتے ہیں جو کہ بدیہی البطلان ہے۔

پھر کشف ادلۃ اربعہ میں سے نہیں اور ہے بھی ظنی لہذا اس سے عقائد میں سرے سے استدلال کرنا ہی غلط ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

واما الاولیاء و ان کان قد ینکشف لھم بعض الاشیا لکن علمھم لایکون لھم یقینا والھامھم لایفید الاامرا ظنیا

(شرح الشفا،ج2،ص342)

جہاں تک اولیاء اللہ کی بات ہے تو ان پر بھی بعض چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں لیکن ان کا یہ علم ان کیلئے یقین کے درجے میں نہیں ہوتا اور ان کا الہام محض ظنی ہوتا ہے۔

شیخ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ جسے اہل بدعت اپنا پیشوا مانتے ہیں انہوں نے اس پر تفصیل سے کلام کیا کہ کشف ولایت کی علامت نہیں بعض اوقات باطن کی صفائی کی وجہ سے یہ کافر بلکہ مرتدین کو بھی حاصل ہوسکتا ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ،ج2،ص206)

مولانا احمد رضا خان صاحب کے والد لکھتے ہیں:

"ہر چند واجبات اور محرمات شرعیہ میں کشف والہام وتجربہ کو دخل نہیں"۔

(ھدایۃ البریہ ص 23 حسنی پریس بریلی)

پھر کشف علم غیب میں سے بھی نہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وعند رفع الحجب لا یکون ھذا من علم الغیب بل من علم الشھادۃ وان کان من قبیل المعجزۃ او الکرامۃ

(تفسیر مظہری، ج 10 ص 100)

یعنی جب کشف کے ذریعہ پردہ حجاب ہٹ جاتا ہے تو اب یہ علم غیب نہ رہا بلکہ علم الشہادۃ ہوگیا۔ نیز امام ابن خلدون کہتے ہیں کہ کشف تو بعض اوقات بھوک و پیاس کی ریاضت کرنے والوں جیسے جادوگر وغیرہ کو بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ تو کیا اہل بدعت انہیں بھی حاضر و ناظر مانیں گے؟

الکشف قد یحصل لصاحب الجوع والخلوۃ وإن لم یکن ھناك استقامۃ کالسحرۃ وغیرھم من المرتاضین

(مقدمہ ابن خلدون، ص 614)

ملک الموت اور شیطان پر قیاس

بدعتی کہتے ہیں کہ دیکھو ملک الموت ایک ہے مگر سب پر حاضر ہے بیک وقت سب کی روحیں قبض کرتا ہے شیطان ایک ہے مگر سب جگہ حاضر و ناظر ہے تو گزارش ہے کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ عقائد میں قیاس نہیں چلتا۔

ثانیاً قیاس وہاں چلے گا جہاں "مقیس علیہ" فریقین کے درمیان متفق ہو۔ اور ہم مقیس علیہ یعنی ملک الموت اور شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں مانتے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ: لِمَلَكِ الْمَوْتِ اعْوَانٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُخْرِجُونَ الرُّوحَ مِنَ الْجَسَدِ فَيَقْبِضُهَا مَلَكُ الْمَوْتِ إِذَا انْتَهَتْ إِلَى الْحُلْقُومِ

(تفسیر ابن کثیر، ج 3 ص 239، سورۃ الانعام آیت ۶۱، ۶۲)

حضرت ابن عباسؓ اور بے شمار حضرات فرماتے ہیں کہ ملک الموت کے کئی مددگار فرشتے ہیں جو جسم سے روح نکالتے ہیں جب روح حلقوم تک پہنچ جاتی ہے تو ملک الموت اس کو لے لیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

امام محمد بن جریر طبری آیت کریمہ و توفتہ رسلنا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''فَإِنْ قَالَ قَائِل'' اَوَلَيْسَ الَّذِىْ يَقْبِضُ الْاَرْوَاحَ مَلَكُ الْمَوْتِ فَكَيْفَ قِيْلَ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَالرُّسُلُ جُمْلَةً'' وَّهُوَ وَاحِد'' اَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ قِيْلَ جَائِز'' اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ اَعَانَ مَلَكَ الْمَوْتِ بِاَعْوَانٍ مِنْ عِنْدِهٖ فَيَتَوَلَّوْنَ ذَالِكَ بِاَمْرِ مَلَكِ الْمَوْتِ فَيَكُوْنُ التَّوَفِّيْ مُضَافاً وَّاِنْ كَانَ ذَالِكَ مِنْ فِعْلِ اَعْوَانِ مَلَكِ الْمَوْتِ اِلَى مَلَكِ الْمَوْتِ اِذَا كَانَ فِعْلُهُمْ مَا فَعَلُوْا مِنْ ذَالِكَ بِاَمْرِهٖ كَمَا يُضَافُ قَتْلُ مَنْ قَتَلَ اَعْوَانُ السُّلْطَانِ وَ جَلْدِ مَنْ جَلَدُوْهُ بِاَمْرِ السُّلْطَانِ اِلَى السُّلْطَانِ وَ اِنْ لَمْ يَكُنِ السُّلْطَانُ بَاشَرَ بِنَفْسِهٖ وَلَا وَلِيَهُ بِيَدِهٖ وَ قَدْ تَاوَّلَ ذَالِكَ كَذَالِكَ جَمَاعَة'' مِنْ اَہْلِ التَّاْوِيْلِ

(تفسیر طبری، ج 9، ص، 290، سورۃ الانعام آیت 61)

اگر کوئی قائل یہ کہے کہ کیا روحوں کو ملک الموت قبض نہیں کرتا تو پھر یہ کیسے کہہ دیا کہ ہمارے فرشتے اس کی جان نکالتے ہیں حالانکہ رسل جمع کا صیغہ ہے اور ملک الموت ایک ہے اور کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ تو کہہ دے کہ تمہاری جان ملک الموت نکالتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تو اس کا جواب دیا جائے گا کہ جائز ہے کہ اللہ تعالی نے ملک الموت کو اپنی طرف سے کئی مددگار فرشتے دیئے ہوں جو ملک الموت کے حکم سے اس کام کو سرانجام دیتے ہیں اور جان نکالنے کی نسبت ملک الموت کی طرف اس لئے کی ہے کہ اس کے حکم سے فرشتے جان نکالتے اور یہ کاروائی کرتے ہیں جیسا کہ بادشاہ کے حکم سے قتل کرنے والوں اور کوڑے لگانے والوں کے فعل کی نسبت بادشاہ کی طرف کی جاتی ہے اگرچہ خود بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے نہ قتل کیا ہوتا ہے اور نہ کوڑے لگائے ہوئے ہوتے ہیں مگر چونکہ یہ کاروائی اس کے حکم سے ہوتی ہے اس لئے اس کی طرف نسبت درست ہے اسی طرح حضرات مفسرین کرام نے اس کی تفسیر کی۔

Scanned with CamScanner

پھر آگے لکھتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ اِنَّ لِمَلَكِ الْمَوْتِ اَعْوَانًا مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ

(تفسیر طبری، ج9، ص290)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہیں کہ ملک الموت کے کئی فرشتے مددگار ہیں۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ قَالَ اَعْوَانُ مَلَكِ الْمَوْتِ

(تفسیر طبری، ج9، ص290)

پھر نبی اکرم ﷺ کو شیطان پر قیاس کرنا بھی پرلے درجے کی شقاوت قلبی اور ابلیسی ذہنیت ہے۔ شیطان کے محبین کا یہ کہنا کہ شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ انبیاء کا سینہ بھی مکان ہے صدیق و عمر، عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا سینہ بھی مکان ہے ہم ان جگہوں پر شیطان کی موجودگی کا تصور بھی نہیں کرتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان کئی میل دور بھاگ جاتا ہے۔ بالفرض شیطان کو ہر جگہ حاضر ناظر مان لیا جائے تو ''بیت الخلاء'' بھی ایک جگہ ایک مکان ہے تو کیا تم وہاں بھی معاذ اللہ استغفر اللہ نبی اکرم ﷺ کو حاضر و ناظر مانو گے؟ اگر ہاں تو لعنت ایسوں پر اگر نہیں تو بدبختو! شیطان کا اختیار تو تم نے خود نبی سے بڑھا دیا۔

مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''جب رب نے شیطان کو راندہ درگاہ کیا تو اس نے کہا کہ میں بھی تیرے بندوں کو گمراہ کرنے کیلئے ان کی راہ میں بیٹھوں گا وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (سورۃ الاعراف آیت نمبر 17) اب دیکھو شیطان کو علم غیب تھا تبھی تو ایسا کہا''

دراصل شیطان یہ علم غیب کی وجہ سے نہیں کہا تھا بلکہ اٹکل بچو سے کہا تھا وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ جب دیکھا اس نے کہ انسان کو جو بنایا گیا ہے تو اس میں قوت شہوانیہ بھی ہے قوت غضبیہ بھی ہے قوت عقلیہ بھی ہے اب قوت

Scanned with CamScanner

شہوانیہ غضبیہ یہ فساد خون خرابے پر آمادہ کرنے والی ہے اور قوت عقلیہ رب تعالی کی فرماں برداری پر آمادہ کرتی ہے گویا اس انسان کے اندر نافرمانی و فرماں برداری دونوں کا مادہ موجود ہے لہذا اس نے تخمینا یہ بات کہہ دی جب قرآن خود اسے ظن کہہ رہا ہے تو کسی کو اسے علم غیب کہنے کی کیا جرات ہے؟ نیز شیاطین جنات کی جنس میں سے ہیں اور جنات کے متعلق خود قرآن میں صاف واضح ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ اب جو شیطان کیلئے علم غیب کا عقیدہ رکھے وہ اس نص کا صریح مخالف ہو کر بے ایمان ہے۔

ہم حاضر و ناظر کے بھی منکر نہیں

یاد رہے کہ ہم حضور ﷺ کیلئے صرف لفظ ’’حاضر و ناظر‘‘ کے منکر نہیں اس لئے کہ جس وقت جہاں آپ ﷺ موجود تھے ادھر حاضر تھے اور جس چیز کو ملاحظہ فرما رہے تھے اس پر ناظر بھی ہیں۔ مثلا میں اس وقت آپ کے درمیان موجود ہوں تو اس کو آپ حاضر سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ کی ابھی حاضری لی گئی تو ہر ایک جو یہاں موجود تھا وہ حاضر ہوں، حاضر ہے سے اپنی حاضری کا ثبوت دے رہا تھا تو کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اب وہ ہر جگہ بھی حاضر و ہر ایک پر ناظر ہے؟ ایک محاورہ مشہور ہے کہ چوہے کو بھٹکری کیا ملی میڈیکل سٹور کھولنے کا سوچنے لگا یہی حال اہل بدعت کا ہے انہیں اگر کہیں صرف ’’حاضر‘‘ یا ’’ناظر‘‘ کا لفظ مل جائے تو فوراً چیخنے لگ جاتے ہیں دیکھو تم نبی ﷺ کو حاضر و ناظر نہیں مانتے۔

او بھائی! اس معنی میں اس کا کون منکر ہے؟ اختلاف تو اس میں ہے کہ جو تو نے حاضر و ناظر کا عقیدہ بتایا ہے جرات ہے تو اس کے مطابق اپنا عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت کر کے دکھا۔

یا اور کاف (ك) خطاب سے استدلال

اہل بدعت حضرات کو جہاں کہیں ’’یا‘‘ نظر آجاتی ہے تو فوراً اس سے مشکل کشائی حاجت روائی اور حاضر ناظر ثابت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جہاں کاف خطاب نظر آجاتا ہے مثلا الصلوۃ و السلام علیك یارسول الله تو کہتے ہیں دیکھو حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تبھی تو ’’علیک‘‘ کہا۔

حالانکہ ''یا'' حرف ندا دور ونزدیک دونوں کیلئے آتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مخاطب سامنے نہیں ہوتا مگر اس کا خیال وصورت ذہن میں ہوتی ہے یعنی مدرک فی الذہن ہوتا ہے۔ اسی کو تصور کر کے اس سے مخاطب ہوا جاتا ہے۔ شعرا نے جہاں کہیں اپنے اشعار میں ''یا'' استعمال کیا وہ اسی معنی میں ہے۔

دیوان حماسہ کے ایک دو اشعار ملاحظہ ہوں:

قال بعض بني قيس بن ثعلبة

إِنَّا مُحَيُّوكِ يا سَلْمَى فَحَيِّينا ... وإِنْ سَقَيْتِ كِرَامَ النَّاسِ فَاسْقِينَا

(دیوان حماسہ.25)

قالت امْرَأةٌ من طَيِّءٍ

دَعَا دَعْوَةً يَوْمَ الشَّرَى يَالَمَالِكٍ ... وَمَنْ لاَ يُجِبْ عِنْدَ الْحَفِيظَةِ يُكْلَمِ

(دیوان حماسہ،ص 68)

میرے باپ بہدل نے شری کے دن پکارا کہ اے مالک، میری مدد کر و لیکن کسی نے جواب نہ دیا اور جس کو جواب نہیں دیا جاتا بوقت حمیت وہ زخمی کیا جاتا ہے۔ (بامحاورہ ترجمہ)

کیا کوئی بے وقوف انسان یہاں یہ تصور کرے گا کہ ان اشعار میں مخاطب کو حاضر و ناظر سمجھا جارہا ہے؟ اسی طرح سمجھو کہ حضور ﷺ اگر سامنے نہیں ہیں پھر بھی ان کو یا سے خطاب کیا جارہا ہے یا ''کاف'' سے تو ایک تو حاضر فی الذہن کر کے یعنی مخاطِب کے ذہن دل و دماغ میں تو ہیں یا چونکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ فرشتے حضور ﷺ تک درود پہنچانے پر مامور ہیں اس لئے ممکن ہے کہ میرا یہ کلام بھی حضور ﷺ تک پہنچا دیں۔ آج تک کسی بے وقوف نے بھی ''یا'' اور ''کاف'' خطاب سے حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ثابت نہیں کیا مگر رضاخانیوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔

مولانا عبدالسمیع رامپوری صاحب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے بعض و اشعار جن میں حضور ﷺ کو ''یارسول اللہ'' کہا گیا نقل کر کے اس کی توجیہ بیان کرتے ہیں:

''تمہارے نام پہ قربان یا رسول اللہ
فدا ہے تم پہ میری جان یا رسول اللہ

اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے ۔مراد اس کی جملہ خبریہ ہے گو اس نے لفظ ندائیہ بولا ہے کیا ضرور کہ یوں کہو یہ شخص تو خدا کی طرح حاضر و ناظر جان کر پکارتا ہے ہاں البتہ تم خود معنی شرک اور کفر کے لوگوں کے ذہن میں جماتے ہو(یہ ہم نہیں جماتے آپ کا بدعتی ٹولہ جما رہا ہے ۔ساجد) یہ کہہ کر کہ لفظ یا نہیں ہوتا مگر واسطے حاضر کے اور خطاب نہیں کیا جاتا مگر حاضر کو حالانکہ یہ قاعدہ غلط ہے کلام صحابہ میں غائب کو خطاب اور ندا موجود ہے ۔روایت ہے کہ حضرت علی جب وقت خلافتِ حضرت عثمان میں ایک رات مسجد کی طرف آئے دیکھا چراغ مسجد میں کثرت سے روشن ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا دی اس دعا کے الفاظ سیرت حلبی جلد ثانی صفحہ 235 میں یہ ہیں:

نورت مساجدنا نور الله يا ابن خطاب

یعنی روشن کیا تو نے ہماری مسجدوں کو ،اللہ روشن کرے تیری قبر کو اے بیٹے خطاب کے دیکھئے یہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خطاب فرماتے ہیں بعد وفات عمر اور یہاں حضرت عمر کو پکار کر اپنی طرف متوجہ کرنا یا بلانا جو فائدہ ندا کا ہوتا ہے مقصود نہیں"۔

(انوار ساطعہ ،ص 459)

اب لک ضمیر پر بھی انہی کا حوالہ ملاحظہ ہو:

"حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو ہرقل بادشاہ روم کو نامہ رقم فرمایا تھا بروایت بخاری اس کے الفاظ یہ تھے:

اما بعد فانی ادعوک بدعوة الاسلام اسلم تسلم

لیکن بعد اس کے بے شک میں بلاتا ہوں تجھ کو ساتھ بلانے اسلام کے تو اسلام لے آتا کہ سلامت رہے

اس میں خطاب حاضر کا ہے بادشاہ روم کو ،حالانکہ آپ ملک عرب میں تھے اور وہ روم میں تھا اور وہ اصحاب کشف سے نہ تھا کہ حضرت کا خطاب وہاں سے معلوم کر لیتا"۔

Scanned with CamScanner

(انوار ساطعہ ،ص 455)

لیکن اہل بدعت کے ہاں ہر قل کو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا چاہئے کیونکہ خطاب کے صیغے سے جو مخاطب ہو رہا ہے۔

بدعتیوں کا عقیدہ حاضر و ناظر

اس باب میں اہل بدعت کے متضاد دعوے ہیں اس لئے کسی ایک دعوے کو متعین کر کے نہیں لکھا جاسکتا۔اور نہ اب تک اس موضوع پر کوئی مناظرہ ہمارے علم میں ہے جس کو دیکھ کر ان کے عقیدے کا اندازہ لگایا جاسکے لہذا جو بھی دعوی لکھوائیں اس صورت میں جو دیگر ان کے متضاد دعوے ہیں وہ پیش کر کے ان پر مضبوط گرفت کریں اور جب تک ان عقائد کے متعلق کوئی واضح فتوی نہ لے لیں رضاخانی مناظر کی جان نہ چھوڑیں۔ماقبل میں آپ نے دیکھ لیا کہ ان کے یہ غلیظ عقائد ایک عجیب چیستان ہے۔جو ان کے باطل ہونے کی مستقل دلیل ہے عقائد میں آپس ہی میں اتنی تضاد بیانیاں ہمارے علم میں کسی باطل فرقہ میں سوائے رضاخانیت کے نہیں پائی جاتی۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ

ہر گھڑی ہر آن ہر ایک کے اعمال پر حاضر ناظر ہونا مخلوق کے احوال سے ہر گھڑی باخبر رہنا اور مافوق الاسباب میں ان کی دستگیری کرنا یہ اللہ تعالی کی صفت خاصہ ہے جو کوئی مخلوق کیلئے حاضر و ناظر کا عقیدہ بایں معنی رکھتا ہے کہ معاذ اللہ وہ کلی علم غیب رکھتا ہے یا ہر آن ہر گھڑی ہر ایک کی سنتا ہے اور مافوق الاسباب میں دستگیری کرتا ہے وہ مشرک اور خارج از اسلام ہے۔نبی اکرم ﷺ روضہ مبارکہ میں حیات برزخی کے ساتھ حیات ہیں آپ ﷺ پر روضہ مبارکہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں مگر وہ عرض اعمال اجمالی ہوتا ہے۔

الحمد للہ ہمارے اس عقیدے کا ہر جز قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور ہم اس پر فقہا احناف اور متکلمین کے حوالہ جات دکھانے کے پابند ہیں۔

Scanned with CamScanner

اہل السنۃ والجماعۃ کے دلائل

پہلی آیت

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا۔

(سورۃ المجادلۃ، آیت 7، پارہ 28)

جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشیاں ہوں تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں۔ (کنزالایمان)

طرز استدلال: اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ منافقین نبی اکرم ﷺ کے خلاف سرگوشیاں اور مشورے کیا کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ان کو تنبیہ کی کہ تم یہ مت سمجھو کہ تمہاری ان کارستانیوں کا کسی کو علم نہیں تم جب بھی اس طرح کی میٹینگ کرتے ہو تو اللہ اس کو سب جانتا ہے کیونکہ اگر تم تین ہوتے ہو تو چوتھا وہ اور اگر چار ہوتے ہو تو پانچواں رب تعالیٰ ہوتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ اگر نبی اکرم ﷺ بھی ہر جگہ ہر مقام پر حاضر و ناظر ہوتے تو اللہ فرماتے کہ اگر تم چار ہوتے ہیں تو میں اور میرا نبی پانچواں اور چھٹا ہوتے تم اگر پانچ ہوتے تو میں اور میرا نبی چھٹا اور ساتواں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا محض اپنا ذکر کرنا اس بات کی بین دلیل ہے نبی کریم ﷺ وہاں موجود نہیں تھے ورنہ رب ضرور ان کا ذکر کرتا۔

آیت نمبر ۲

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ

(سورہ آل عمران، آیت 44، پارہ 3)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے

Scanned with CamScanner

جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

آیت میں صاف اور واضح طور پر اللہ رب العزت نے بیان فرما دیا کہ اس موقع پر آپ ﷺ وہاں موجود نہ تھے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

تقرير لما سبق من كونه وحيا على سبيل التهكم لمنكريه لان اسباب العلم منحصرة في الثلاثة العقل او سماع الخبر او الحس و كون القصص غير مدرك بالعقل بديهي و عدم سماع معلوم لا شبهة فيه عندهم لكونه ﷺ اميا و كون الاخبار منقطعة فبقي ان يكون باحتمال العيان ولا يظن به عاقل فبيان القصص منه ﷺ على ماهو الواقع المعلوم عند اهل العلم بالاخبار معجزة له ﷺ دليل قطعي على كونه نبيا و كون ما يتلو عليهم وحيا من الله تعالى والله اعلم

(تفسیر مظہری، ج 2، ص 53)

ترجمہ: یہ وحی ہونے کی تاکید اور منکرین کے ساتھ استہزائیہ کلام ہے کیونکہ علم کے تین ہی ذرائع ہیں عقل یا کسی خبر کا کان سے سننا، یا مشاہدہ کرنا، گزشتہ قصوں کا اپنی عقل سے دریافت کر لینا بداہۃً ممکن نہیں اور نہ سننا بھی تسلیم شدہ چیز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ خود لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے کہ کتابوں میں پڑھ کر معلوم کر لیتے اور خبر دینے والا کوئی اور موجود نہ تھا رہ گیا مشاہدہ تو کوئی دانشمند اس کا گمان بھی نہیں کر سکتا لامحالہ ایسی صحیح خبریں حضور ﷺ نے وحی سے حاصل کر کے معجزہ کے طور پر ہی بتائیں ہیں اس سے آپ کا یقینی طور پر نبی ہونا اور اس بیان کا وحی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

علامہ خازنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَمَا كُنتَ يَعْنِي يَا مُحَمَّدُ لَدَيْهِمْ هُنَالِكَ عِنْدَهُمْ

(تفسیر خازن، ج 1، ص 245)

Scanned with CamScanner

اے محمد ﷺ آپ اس مقام پر ان کے پاس موجود نہ تھے

علامہ طبری فرماتے ہیں:

كَيْفَ يَشُكُّ اہْلُ الْكُفْرِ بِكَ مِنْهُمْ وَ انْتَ تُنَبِّئُهُمْ هَذَا الْاَنْبَاءَ وَلَمْ تَشْهَدْهُمْ وَلَمْ تَكُنْ مَعَهُمْ يَوْمَ فَعَلُوْا هَذِهِ الْاُمُوْرَ

(تفسیر طبری، ج5،ص406)

اہل کفر آپ کے بارے میں کس طرح شک کر رہے ہیں حالانکہ آپ ان کو ان باتوں کی خبر دے رہے ہیں دریں حالیکہ آپ نے نہ تو ان واقعات کا مشاہدہ کیا ہوا ہے (یعنی ناظر بھی نہیں) نہ ہی آپ ان کے ساتھ اس دن تھے۔

بدعتی شاھد کا معنی حاضر و ناظر کرتے ہیں علامہ طبری شہود ہی کی نفی یعنی حاضر و ناظر ہونے کی نفی کر رہے ہیں۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ يَقُوْلُ مَا حَضَرْتَ وَلَا غُنِيْتَ

(تفسیر ابی حاتم،ص649)

آیت نمبر ۳

ذَالِكَ مِنْ أَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوْا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ

(سورہ یوسف، آیت 102 پارہ 12)

ترجمہ: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ داؤ چل رہے تھے۔

ليس المرادُ مجردَ نَفْيِ حُضُوْرِهٖ عليه الصلوة والسلام فى مَشْهَدِ اِجْمَاعِهِمْ و مَكْرِهم فقط بل فِى سَائِرِ الْمَشَاهِدِ ايضا و انما تَخْصِيْصُهٗ بالذكر لكونه مَطْلَعَ الْقِصَّةِ

(تفسیر ابوالسعود، ج4،ص308)

مزید فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنیٰ ذالک مِنْ اَنْبَا الغَیب نُوْحِیْہ الیک اِذْ لَا سَبِیْلَ اِلَی مَعْرِفَتِکَ اِیَّاہ سِوَی ذالک اِذْ عَدَمُ سَمَاعِکَ ذَالک مِنَ الْغَیْرِ وَ عَدَمُ مُطَالَعَتِکَ لِلْکُتُبِ اَمْر " لَایَشُکُّ فیہ المکذبون ایضا و لم تکن بین ظَهْرَانَیْهِمْ عندوُقُوْعِ الاَمْرِ حتی تَعْرِفَہٗ کما هُوَ فَتُبَلِّغَہٗ الیہم

(تفسیر ابوالسعود، ج4،ص308)

علامہ آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والمَعْنی اَنَّ هٰذا النَّبَأ غَیبٌ لَمْ تَعْرِفْهُ اِلَّا بِالوَحْيِ لِاَنَّکَ لَمْ تَحْضُرْ اِخْوَةَ یُوسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِینَ عَزَمُوا عَلیٰ ما هَمُّوا بِہِ

(روح المعانی، ج7،ص61)

مطلب یہ کہ یہ خبریں غیب کی ہیں آپ ان کو بدون وحی نہ جان سکتے تھے کیونکہ جس وقت یوسف علیہ السلام کے برادران یہ کام کررہے تھے آپ ان کے پاس حاضر (موجود) نہ تھے۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَاکُنْتَ حَاضِراً عند اِخْوَةِ یُوْسُفَ اِذَاجْمَعُوْا وَاتَّفَقَتْ آرَائُهُمْ وَ صَحَّتْ عَزَائِمُهُمْ عَلیٰ اَنْ یُّلْقُوْا یُوسفَ فی غَیَابَةِ الجُبِّ

(تفسیر طبری، ج13،ص98)

یعنی اے نبی ﷺ آپ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے پاس حاضر و ناظر نہ تھے جب انہوں نے یوسف کو گہرے کنوئیں میں پھینکنے کا پورا ارادہ کرلیا تھا اور اس بارے میں ان کی آرا مکتہ ہوگئی تھی اور عزائم مضبوط ہوگئے تھے۔

آیت نمبر ۴

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ

Scanned with CamScanner

قُلۡ هٰذَا فَاصۡبِرۡ اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ

(سورہ ھود، آیت 49)

طرز استدلال: ان تمام آیات میں صاف اور واضح طور پر اللہ رب العزت نے بیان فرمادیا کہ اے نبی اکرم ﷺ آپ نہ تو بی بی مریم کی کفالت کیلئے قرعہ اندازی کے وقت وہاں موجود تھے، نہ ہی اس وقت حاضر و ناظر تھے جب یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے متعلق خفیہ تدابیر کر رہے تھے یہ سب باتیں تو اللہ نے آپ کو وحی کے ذریعہ بتائی ہیں۔ نوح علیہ السلام کا قصہ بھی آپ کو وحی کے ذریعہ بتایا گیا ورنہ تو آپ اسے تفصیل سے جانتے تھے نہ آپ کی قوم۔ رب کا قرآن تو صاف الفاظ میں نبی اکرم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی کر رہا ہے اور بریلوی نبی اکرم ﷺ کو ہر مکان ہر جگہ حاضر و ناظر مانیں اب فیصلہ تم کرو کس کی مانتی ہے۔

بدعتی تاویل

نبی ﷺ وہاں جسم کے ساتھ حاضر و ناظر نہ تھے روحانی طور پر تھے۔

جواب: خدا کا خوف کرو آیت میں مطلقاً نبی کریم ﷺ کی موجودگی کی نفی کی جارہی ہے ان آیات میں کہیں یہ موجود نہیں کہ نبی کریم ﷺ جسمانی طور پر تو وہاں موجود نہ تھے ہاں روحانی طور پر تھے۔ پھر اللہ ان باتوں کو ''غیب'' سے تعبیر کر رہے ہیں جب نبی کریم ﷺ پہلے سے وہاں موجود تھے اور سب کچھ جانتے تھے تو ان کیلئے یہ امور غیب تو نہ ہوئے۔

پھر جب رب تعالی بیان فرمارہا ہے کہ آپ ﷺ کو یہ باتیں وحی کے ذریعہ معلوم ہوئیں تو اگر آپ پہلے سے وہاں حاضر و ناظر تھے تو قرآن کا یہ جملہ تو بے معنی ہو جانے کا پھر وحی سے بتلانے کو بیان کرنے کا کیا مقصد؟ کیونکہ نبی کریم ﷺ کو تو یہ امور خود ہی وہاں موجود ہونے سے حاصل ہو گئے تھے. وحی کا تو اس میں کوئی کمال نہیں۔ پھر سورہ ھود کی آیت میں تو اللہ نے نفی ہی آپ ﷺ سے ''علم'' کی کی ہے اگر آپ وہاں روحانی طور پر موجود تھے اور آپ ﷺ کو علم تھا تو رب کا یہ کہنا'' ما کنت تعلمھا آپ نہیں جانتے'' معاذ اللہ خلاف واقعہ اور جھوٹ ہو جائے گا۔ مفسرین کرام تو اس آیت کی تفسیر میں نبی کریم ﷺ کی ہر قسم کے حاضر و ناظر ہونے سماع. وجود. مشاہدہ کی نفی کر رہے

Scanned with CamScanner

ہیں اور تم کہتے ہو کہ نہیں جسمانی طور پر تو نہ تھے روحانی طور پر تھے کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

علامہ خازن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هذا خطاب للنبي صلى الله عليه وسلم يعني أن هذه القصة التي أخبرناك يا محمد من قصة نوح وخبر قومه من أنباء الغيب يعني من أخبار الغيب نُوحِيها إِلَيْكَ ما كُنتَ تَعْلَمُها انْتَ وَلا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هذا يعني من قبل نزول القرآن عليك.

(تفسیر خازن، ج 2 ص 288)

یہ غیب کی خبریں ہیں یہ خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے یعنی یہ قصہ جو نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے متعلق ہے جس کی خبر ہم نے آپ کو دی غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم نے آپ ﷺ کی طرح وحی کی ہے آپ اور آپ کی قوم ان کو اس سے قبل یعنی نزول قرآن سے قبل نہ جانتی تھی۔

اگر نبی جانتے تھے وہاں کسی بھی حیثیت سے موجود تھے تو وحی سے بتلانے کا بیان ہی فوت ہو گیا۔

آیت نمبر ۵

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ

(سورۃ قصص، آیت 44، پارہ 20)

اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو رسالت کا حکم بھیجا اور تم اس وقت حاضر نہ تھے۔ (کنز الایمان)

طرز استدلال:

قصہ ختم اس آیت کے ترجمہ میں تو خود جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے صاف طور پر نبی کریم ﷺ کیلئے "حاضر" کا لفظ لکھ کر آپ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی کھلی نفی کر دی۔ اب اس سے

Scanned with CamScanner

زیادہ ہمارے دعوے کی صداقت اور کیا ہوگی کہ ترجمہ آپ کے اعلیٰ حضرت کا اور دعویٰ ہمارے ثابت ہو رہا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَیْ مَا کُنْتَ حَاضِرًا لِذَالِکَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَوْحَاہُ اِلَیْکَ

(تفسیر ابن کثیر، ج 6، ص 240)

آپ اس وقت حاضر ناظر (بریلوی نظریہ کے مطابق ترجمہ) نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اس کی اطلاع دی۔

آیت نمبر ۶

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

(سورۃ الاسرآء، آیت 1، پ 15)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

طرز استدلال:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے سفر معراج کا ذکر فرمایا ہے پہلے آپ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئے معلوم ہوا کہ اگر آپ مسجد اقصیٰ میں پہلے حاضر و ناظر تھے تو پھر آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے کی ضرورت نہ ہوتی لے جایا اسے ہی جاتا ہے جو کہ پہلے موجود نہ ہو آپ نے کبھی سنا کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے کراچی سے پشاور تک کا سفر کیا؟ آپ فرمائیں گے توبہ توبہ بھائی اللہ تعالیٰ نے حاضر و ناصر سمیع و بصیر ہے اسے سفر کرنے کی کیا حاجت سفر تو وہ کرے جو کسی دوسرے مقام پر موجود نہ ہو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سفر اس لئے

کر گئے کہ آپ ﷺ وہاں موجود نہ تھے پھر وہاں سے پہلے آسمان پھر دوسرے اس طرح ساتویں تک پھر سدرۃ المنتہی تک اگر حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو اس سفر معراج کا انکار لازم آئے گا۔

بدعتی تاویل

اللہ بھی تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے پھر نبی کریم ﷺ کو آسمان پر کیوں بلایا؟

جواب: خدا آپ کو عقل دے اس کا جواب خود اللہ تعالی نے آیت کریمہ میں دے دیا کہ آسمان پر نبی کریم ﷺ کو اس لئے نہیں بلایا گیا کہ اللہ تعالی صرف آسمان میں ہیں معاذ اللہ بلکہ لنریہ من یتنا آپ ﷺ کے سفر مبارک کا مقصود آیت کے اس حصہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو اس لئے آسمان پر بلایا گیا تا کہ وہاں اللہ تعالی آپ کو اپنی نشانیاں کا مشاہدہ کرائے جو اس سے قبل آپ ﷺ کو حاصل نہ تھیں۔ مثلا سب انبیاء علیہم السلام کی امامت کرانا اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرنا اور وہاں عجائبات قدر کا مشاہدہ کرنا جنت و سدرۃ المنتہی اور بیت المعمور کا ملاحظہ فرمانا۔

فائدہ:

نبی اکرم ﷺ کے اس معراج کے واقعہ میں بہت سے باطل فرقوں کا رد ہے چنانچہ بدعتی فرقہ والوں کا رد تو ملاحظہ فرمالیا۔ اسی واقعہ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے موسی علیہ السلام کو اپنی قبر مبارک میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں مولانا احمد رضا خان صاحب کا عقیدہ تھا کہ زندہ تو ہیں مگر وہاں ان کی بیویاں ان پر پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی کرتے ہیں معاذ اللہ۔ (ملفوظات)

اسی طرح اس سفر معراج میں آپ نے مسجد اقصی میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کرائی سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کیلئے اب آپ کی نبوت کا ڈنکا بجے گا اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں کوئی پچھلا نبی جیسے عیسی علیہ السلام آئے بھی تو آپ کا مقتدی بن کر آئیں گے۔ نیز امت کو یہ تعلیم دے دی گئی کہ جس طرح تمام انبیاء ایک امام پر متفق ہوئے تم بھی اس نبی مکرم کے بعد کسی ایک کو امام مان کر اس کی پیروی کرنا چنانچہ آپ کی وفات کے بعد صدیق اکبر پھر عمر فاروق، عثمان و علی رضی اللہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ عنہم اجمعین کو امام مانا گیا اس کے بعد یہ سلسلہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تک گیا۔

آیت نمبر ۷

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ " عَلِيمٌ "

(سورہ آل عمران، آیت 121، پ4)

ترجمہ: اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے موروچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

طرز استدلال:

اس آیت کریمہ میں جنگ احد کا ذکر ہے جب نبی اکرم ﷺ گھر سے نکل کر میدان احد میں تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو جہاد کیلئے صف آراستہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس منظر کو اس آیت میں بیان فرمایا۔

بدعتی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ ایک انصاری کی نماز جنازہ پڑھ کر روانہ ہوئے اور پندرہ شوال تین ہجری بروز یک شنبہ احد پہنچے"۔

(تفسیر نعیمی)

اب سوال یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہیں تو گھر سے روانہ ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا ہر جگہ حاضر و ناظر بھی کبھی سفر کرتا ہے؟

آیت نمبر ۸

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

(سورہ توبہ، پارہ 10)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جیسا کہ کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

طرز استدلال:

اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کا ذکر فرمایا جب آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اب سوال یہ ہے کہ جب آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو ہجرت کیوں فرمائی؟ جب اللہ نے ہجرت کا حکم فرمادیا تو کہہ دیتے کہ اللہ مجھے مدینہ جانے کی ضرورت نہیں میں تو پہلے سے وہاں موجود ہوں۔

آیت نمبر ۹

وَ إِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثاً فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَ أَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَ أَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ

(سورۃ التحریم، آیت 3، پارہ 28)

ترجمہ: اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی بی بی سے کوئی بات پھر جب اس نے خبر دی اس کی اور اللہ نے جتا دیا نبی کو تو نبی نے اس میں سے کچھ اس کو بتادی اور کوئی حصہ بیان نہ کیا پھر جب نبی نے اپنی بی بی کو یہ قصہ سنایا تو وہ کہنے لگی آپ کو کس نے بتایا؟ نبی نے کہا مجھے اللہ علیم اور خبردار نے آگاہ کر دیا ہے۔

طرزِ استدلال

واقعہ یوں ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی ایک سے کوئی بات ذکر اور فرمایا یہ کسی کو نہ بتلانا انہوں نے یہ غلطی کی کہ آپ کی راز بتلادی اللہ تعالی نے آپ کو اس راز سے آگاہ کر دیا۔ وہ فرمانے لگیں آپ کو یہ معاملہ کس نے بتلایا ہے کہ میں نے یہ بات ظاہر کر دی ہے؟ آپ

Scanned with CamScanner

نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے جو علیم وخبیر ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ورنہ جب نبی اکرم ﷺ نے اس بات کا ذکر کیا تو ازواج مطہرات نے فرمایا "من انباك" اگر ان کا عقیدہ ہوتا کہ آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہیں تو تعجب سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپ کو کس نے بتایا؟

آیت نمبر ۱۰

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

(سورۃ انعام، آیت 68)

اور جب دیکھے تو ان لوگوں کو جو مزاح اڑاتے ہیں ہماری آیات سے تو ان سے کنارہ کر یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی اور بات میں اور اگر آپ ﷺ بھلا دے جائیں تو نہ بیٹھ یاد آنے کے بعد ظالموں میں۔

طرزِ استدلال

اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کو غیر اسلامی مجالس میں جانے اور وہاں بیٹھنے سے منع فرمایا گیا۔ اب جو حضرات نبی اکرم ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہیں وہ جواب دیں کہ اس دور میں جو غیر اسلامی مجالس اور ثقافت کے نام پر غیر شرعی اجتماع اور دین اسلام سے مذاق کی محافل منعقد ہوتی ہیں ان میں بھی نبی علیہ السلام (معاذ اللہ) حاضر و ناظر ہوتے ہیں کیا تمہارے اس ملحدانہ اور غیر اسلامی عقیدے سے نبی اکرم ﷺ کی توہین نہیں ہوتی کیا اس آیت کی مخالفت نہیں ہو رہی؟ ظالمو! اگر تمہیں اپنے عقیدہ کی تاریکی اور ظلمت کا خیال نہیں ہے تو کم از کم رحمت دو عالم ﷺ کے تقدس اور علم و مرتبت کا ہی خیال کیا ہوتا۔

آیت نمبر ۱۱

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم

Scanned with CamScanner

مِنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

(سورۃ القصص، آیت 46)

اور نہ آپ طور کی طرف تھے جب کہ ہم نے آواز دی بلکہ (یہ خبر) آپ کے رب کی طرف سے ایک رحمت ہے اس لئے کہ آپ ان لوگوں کو ہوشیار کر دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں پہنچا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

امام رازی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

السُّوالُ الثَّالِثُ: لَمَّا قَالَ وَما كُنْتَ بِجانِبِ الْغَرْبِيِّ ثَبَتَ انَّهُ لَمْ يَكُنْ شَاهِدًا لِانَّ الشَّاهِدَ لَابُدَّ انْ يَكُونَ حَاضِرًا فَمَا الْفَائِدَةُ فِي إِعادَةِ قَوْلِهِ: وَما كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ الْجَوَابُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: التَّقْدِيرُ لَمْ تَحْضُرْ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ وَلَوْ حَضَرْتَ فَمَا شَاهَدْتَ تِلْكَ الْوَقَائِعَ فَإِنَّهُ يَجُوزُ انْ يَكُونَ هُنَاكَ وَلَا يَشْهَدُ وَلَا يَرَى

(تفسیر کبیر، ج24، 603)

جب اللہ نے کہہ دیا کہ آپ جانب غربی میں نہ تھے تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ وہاں مشاہدہ بھی نہیں فرما رہے تھے اس لئے کہ مشاہدہ کیلئے حاضر ہونا ضروری ہے تو پھر اس قول کا اعادہ کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپ مشاہدہ فرمانے والوں میں سے نہ تھے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے اس کا جواب دیا کہ مطلب یہ ہے کہ آپ اس جگہ حاضر نہ تھے (رضاخانیوں کے مطابق ترجمہ حاضر و ناظر نہ تھے) اگر بالفرض حاضر بھی ہوتے تو آپ نے ان واقعات کا مشاہدہ نہیں کیا اس لئے کہ یہ ممکن ہے کہ کسی مقام پر کوئی شخص ہو اور نہ مشاہدہ کر رہا ہو اور نہ ہی دیکھ رہا ہو۔ (یعنی حضور و شہود دونوں کی نفی کی کہ حاضر بھی نہ تھے اور مشاہدہ بھی نہ فرما رہے تھے بالفرض حاضر ہوتے تب بھی مشاہدہ نہیں فرما رہے تھے اس لئے شہود کی بھی نفی کی اور یہ سب کچھ وحی کے ذریعہ اللہ نے آپ کو بتلایا)

اب وہ رضاخانی جو کہتے ہیں کہ جسم کے اعتبار سے حاضر نہ تھے اس حوالے کے بعد کچھ تو شرم کرنی

Scanned with CamScanner

چاہیے۔

آگے فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ انَّ هَذَا تَنْبِيهٌ عَلَى الْمُعْجِزِ كَانَّهُ قَالَ إِنَّ فِي إِخْبَارِكَ عَنْ هٰذِهِ الْاشْيَاءِ مِنْ غَيْرِ حُضُورٍ وَلَا مُشَاهَدَةٍ وَلَا تَعَلُّمٍ مِنْ اهْلِهِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلَى نُبُوَّتِكَ

(تفسیر کبیر، ج24، 603)

بغیر وہاں حضور وشہود اور کسی کے بتلائے بغیر ان چیزوں کی خبر دینا آپ کی نبوت پر ظاہر باہر دلیل ہے۔امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ايْ كَمَا لَمْ تَحْضُرْ جَانِبَ الْمَكَانِ الْغَرْبِيِّ إِذْ ارْسَلَ اللّٰهُ مُوسَى إِلَى فِرْعَوْنَ فَكَذٰلِكَ لَمْ تَحْضُرْ جَانِبَ الطُّوْرِ إِذْ نَادَيْنَا مُوسَى لَمَّا اتَى الْمِيقَاتَ مَعَ السَّبْعِينَ.

(تفسیر قرطبی، ج7،ص 259)

عقیدے کے امام امام ماتریدی فرماتے ہیں:

أنك لم تكن شاهدًا هذه المشاهدة التي شَهِدَها موسى حيثُ قَضَيْنَا إلى موسى الأمْرَ بجانب الغربي ولم تكن شاهدًا هنالك وما كنتَ في أهلِ مدينَ ثاويًا حتى تَعْلَمَ أمرَ موسى وحينَه وما كنتَ بجانب الطور حيثُ نادى يا موسى ونحوه أي لم تكن شاهدًا هذه المشاهدة التي كان موسى شاهدًا فيها ثم أعْلَمْنَاك بتلك الأنباء والأخبار على ما كانت لِتَتْلُوَ تلك الأنباء والأخبار على أهل مكةَ فتكون آيةً لنبوتك وحجةً لرسالتك إذ لم تَشْهَدْها ولا اختلفتَ إلى أحد ممن يعرفها فَعَلَّمَكَ ثم أنبأتَ على ما كانت ليعرفوا أنك إنما عَرَفْتَ بالله تعالى.

(تاویلات اہل السنۃ، ج8،ص 172)

Scanned with CamScanner

احادیث سے استدلال

حدیث نمبر ۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَ اِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ اَلَا وَ اِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُصَيْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ فَيُقَالُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

(بخاری، ج 2، ص 665)

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو تم بروز حشر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں حاضر کئے جاؤ گے لپ برہنہ پا، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے ہو گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جیسے ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ پر وعدہ ہے جو ہم نے پورا کرنا ہے'' پھر آپ نے فرمایا کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے جنہیں لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں خبردار ہو جاؤ کہ پھر میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا پھر فرشتے انہیں جہنم کی طرف ہانکیں گے۔ میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں فرمایا جائے گا کہ تمہیں کہ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے بعد یہ کیسے کیسے گل کھلاتے رہے، پس میں بھی (اس موقع پر) وہی کہوں گا جو اللہ کے ایک نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا اور میں ان پر مطلع تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے، پس کہا جائے گا کہ جیسے ہی تم ان سے جدا ہوئے یہ یہ اسی وقت مرتد ہو گئے تھے۔

Scanned with CamScanner

اس دن حضور ﷺ کا یہ فرمانا:

فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم.

اور میں ان پر مطلع تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔

اس بات کی صریح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی وفات کے بعد نہ تو اپنی تمام امت کے احوال سے واقف ہیں اور نہ ہی قبر میں حاضر و ناظر ہیں جیسا کہ بعض بریلویہ کا نظریہ ہے اسی لئے وہاں نبی اکرم ﷺ یہ فرمائیں گے کہ جب تک میں ان میں تھا یہ میرے سامنے تھے ان کے احوال سے باخبر رہتا ہے۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دی تو اب تو ہی ان کے احوال سے باخبر ہے۔ مجھے ان کی کوئی خبر نہیں۔ اس حدیث کی مزید تفصیل و تشریح ما قبل میں علم غیب کے مسئلہ میں حدیث نمبر 12 کے تحت گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۲

سورہ منافقون کا شان نزول بخاری ج 2، ص 727، ترمذی، معجم کبیر، ج 5، ص 189۔ رقم 5051، مسند امام احمد، ج 32، ص 19333،82، مسلم:

میں آتا ہے کہ حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا ہے کہ ہم ایک غزوہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ اثناء سفر میں میں نے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو راستہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب ہم مدینہ کو واپس چلے جائیں گے تو ہم ان کمینوں کو (یعنی آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ معاذ اللہ) کو مدینہ سے ذلیل و خوار کر کے نکال دیں گے۔ ہمیں خواہ مخواہ ہر طرف کشاں کشاں لئے پھرتے ہیں حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا کو یہ واقعہ سنا دیا انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہہ دیا چنانچہ آپ نے مجھے بلوایا میں نے سارا قصہ سنا دیا آپ نے رئیس المنافقین کو طلب کیا وہ آیا آپ نے سوال کیا کیا تم نے یہ باتیں کی ہیں؟ اس نے قسم اور حلف اٹھا کر کہا خدا کی قسم میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا حضرت آپ خود سوچئے کہ میں بھلا ایسی باتیں کہہ سکتا ہوں؟ اس کے بعد حضرت

Scanned with CamScanner

زید بن ارقمؓ کے الفاظ یہ تھے:

فَكَذَّبَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ صَدَّقَهٗ فَاَصَابَنِیْ هَمٌّ ''لَمْ يُصِبْنِیْ مِثْلُهٗ قَطُّ

آنحضرت ﷺ نے مجھے جھوٹا قرار دیا اور عبد اللہ بن ابی کو سچا تسلیم کرلیا اس پر مجھے اتنی پریشانی اور غم لاحق ہوا جو زندگی بھر کبھی لاحق نہیں ہوا تھا۔

حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا نے مجھے ملامت کیا میں اتنا شرمندہ ہوا کہ گھر سے باہر نکلنے کی تاب بھی اپنے اندر محسوس نہ کرسکتا تھا۔ قارئین کرام اس کے قرآن کریم کی پوری سورت نازل ہوئی اور اس میں منافقوں کی جھوٹی قسموں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو مطلع کیا اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ کو بلایا اور فرمایا تم سچے ہو منافقین جھوٹے ہیں۔

وان الله قد صدقك يا زيد اے زید اللہ نے تجھے سچا قرار دیا۔

حدیث نمبر ۳

صحیح بخاری، ج 2، ص 634 حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوسکا تھا وہ فرماتے ہیں کہ اتنی فوج (اور ہجوم) آپ کے ساتھ مارچ کررہی تھی کہ اگر کوئی آدمی اس خیال سے شریک نہ ہوتا کہ جب تک آسمان سے وحی نازل نہ ہو آنحضرت ﷺ کو اس کی عدم موجودگی کی اطلاع نہیں ہوسکتی تو اس کا یہ خیال صحیح ہوتا ان کے اپنے الفاظ ہی سن لیجئے:

فَمَا رَجُلٌ '' يُرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّهٗ سَيَخْفٰى لَهٗ مَالَمْ يُنَزِّلْ فِيْهِ وَحْیٌ ''

یعنی فوج کی کثرت کی وجہ سے اگر کوئی شخص اس خیال سے شریک نہ ہوتا کہ جب تک وحی نازل نہ ہو آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع نہیں ہوسکتی تو اس کا یہ خیال صحیح ہوتا۔

اب پوچھئے حضرت کعب بن مالکؓ سے کہ آپ کیا فرمارہے ہیں؟ کیا حاضر و ناظر عالم الغیب نبی کو بھی وحی نازل ہونے سے قبل اطلاع نہیں ہوسکتی؟ جب آنحضرت ﷺ حاضر ناظر تھے تو آپ کی نظر سے کون مخفی رہ سکتا تھا؟ یہ واقعہ بھی غزوہ تبوک کا ہے جو 9ھ میں پیش آیا اور فرمانے والے

Scanned with CamScanner

حضرت کعب بن مالکؓ ہیں۔

حدیث نمبر ۵

آپ ﷺ کی لونڈی تھی حضرت مابور غلام تھے۔ منافقین نے تہمت لگائی کہ حضرت ماریہ کے ساتھ مابور نے زنا کیا ہے اور اس کو مشہور کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس پر یقین ہوگیا آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو بھیجا کہ جاؤ مابور کو قتل کر دو۔ مابور کو جب اس کا پتہ چلا تو وہ کسی کھڈے میں چھپ گئے۔ حضرت علیؓ نے جب ان کو اس سے باہر نکالا تو اس کھینچا تانی میں ان کو تہبند کھل گیا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی اچانک نظر پڑگئی دیکھا تو ان کا آلہ تناسل ہی نہیں لم یخلق اللہ لہ ماللرجال حضرت علیؓ نے سوچا کہ جب ان کا آلہ تناسل ہی نہیں تو انہوں نے کیا زنا کیا ہوگا؟ حضرت علیؓ واپس آئے اور نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں بچالیا منافقین نے خواہ مخواہ ان پر تہمت لگائی اور اصل بات بتادی حضور ﷺ نے فرمایا

الشَّاهِدُ يَرَى مَالَا يَرَى الْغَائِبُ

(مسلم، ج،ص، مسند امام احمد، ج.2 ص.62,63 رقم 628 .شرح مشکل الآثار، ج 12 ، ص 473، رقم 4953، کنز العمال، ج.5 ص 180 .رقم الحدیث 13589 ،مسند البزار، ج 2 ص. 237، رقم 4953، مجمع الزوائد، ج 4 ص 382 .رقم 7732)

ترجمہ: حاضر وہ چیز دیکھ سکتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔

اب ظاہری بات ہے کہ یہاں شاہد سے مراد حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور غائب سے مراد حضور ﷺ ہیں تو جب حضور ﷺ خود اپنے آپ کو غائب کہہ رہے ہیں تو اب کسی اور کو کیا حق ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو معاذ اللہ ہر جگہ ہر آن میں حاضر و ناظر مانے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَكَانَ مَابُوْرُ هٰذَا خَصِيًّا وَلَمْ يَعْلَمُوْا بِاَمْرِهٖ بَادِيَ الرَّاْيِ فَصَارَ يَدْخُلُ عَلٰى مَارِيَةَ كَمَا كَانَ مِنْ عَادَاتِهِمْ بِبِلَادِ مِصْرَ

(البدایۃ والنھایۃ، ج 4 ص 517، دار ابن کثیر بیروت)

Scanned with CamScanner

حضرت مابورؓ پیدائشی خصی تھے مگر لوگوں کو ابتداء میں اس کا علم نہ ہوسکا اور مصری رواج اور دستور کے مطابق یہ مابور حضرت ماریہؓ کے پاس آتے جاتے۔

یہ مابور حضرت ماریہؓ کے چچازاد بھائی تھے اور مصری رواج کی وجہ سے کوئی پردے کا خاص اہتمام نہ تھا اس لئے منافقین کو موقع مل گیا جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے دینی غیرت میں حضرت علیؓ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اب یار لوگوں سے پوچھے کہ اگر حضور ﷺ عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو مابور صحابیؓ پر اتنی عظیم تہمت کیوں لگا دی؟

حدیث نمبر ۶

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ انَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصِفَتِ الرِّيحُ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ اسالُكَ خَيْرَهَا وَ خَيْرَ مَا فِيْهَاوَ خَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَ اعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا وَ شَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ قَالَتْ وَإِذَا تخليت السَّمَآئُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَ خَرَجَ وَ دَخَلَ وَ اقْبَلَ وَ ادْبَرَ فَإِذَا امْطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفْتُ ذَالِكَ فَسَالْتُهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ يَاعَائِشَةَ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضاً مُسْتَقْبِلاً اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ '' مُمْطِرُنَا

(مسلم، ج 1، ص 294)

اماں عائشہ فرماتی ہیں کہ جب زور کی آندھی آتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر کا اور جو اس میں سے ہے اس کی خیر کا اور جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور جو شر اس میں ہے اس سے اور جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گرجتے تو (خوف سے) آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ (اضطراب سے) کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے اور جب بارش ہو جاتی تو آپ کا خوف دور ہو جاتا حضرت اماں جان کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھے یہ خوف ہے کہ جس طرح بادل کو دیکھ کر قوم عاد نے کہا تھا کہ ہم پر بارش ہونے والی ہے اور ان پر

Scanned with CamScanner

عذاب آگیا کہیں ہمارے ساتھ بھی ایسے نہ ہو جائے۔

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ اَرَى النَّاسَ إِذَا رَاَوْهُ الْغَيْمَ فَرِحُوْا رِجَآئَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ إِذَا رَاَيْتَهُ عَرَفْتُ فِيْ وَجْهِكَ الْكِرَاهَةَ فَقَالَتْ فَقَالَ يَا عَائِشَةَ مَا يُوْمِنُنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ '' قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ '' بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاَى الْقَوْمُ الْعَذَابَ فَقَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ '' مُمْطِرُنَا

(مسلم، ج1، ص295)

اماں عائشہ فرماتی ہیں یارسول اللہ میں دیکھتی ہوں کہ لوگ بادلوں کو دیکھ کر خوشی کی امید پر خوش ہوتے ہیں اور آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بادلوں کو دیکھ کر ناخوش ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اے عائشہ میں اس وجہ سے خوف زدہ ہوتا ہوں کہ کہیں اس میں عذاب ہو کیونکہ ایک قوم آندھیوں سے ہلاک ہو چکی ہے اور ایک قوم نے عذاب کو آتا دیکھ کر کہا تھا یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔

اب پوچھیں اہل بدعت سے کہ جو ہر جگہ ہر گھڑی ہر وقت ہر آن حاضر و ناظر ہو اسے گھر میں جانے پھر نکلنے کی کیا ضرورت؟ کیا کبھی ہر جگہ حاضر و ناظر بھی خَرَجَ وَ دَخَلَ وَ أَقْبَلَ وَ أَدْبَرَ کرتا ہے؟ نیز اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب تھا تو پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر مختار کل تھے تو پریشانی کی کیا ضرورت تھی بالفرض عذاب ہوتا بھی تو آپ اپنے اختیار سے ٹال دیتے؟ اماں عائشہؓ خود یا آپ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھتی تو یہ سوال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ غرض یہ حدیث علم غیب، حاضر ناظر و مختار کل جیسے عقائد باطلہ کیلئے قاطع ہے۔

حدیث نمبر ۷

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

انَّهُ لَقِيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ فَتَفَقَّدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: "اَيْنَ

كُنتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

(صحیح مسلم، ج1، ص162)

وہ مدینہ منورہ کے ایک راستے میں نبی اکرم ﷺ ان سے ملے اس وقت وہ جنابت کی حالت میں تھے لہذا چھپکے سے کھسک گئے اور جاکر غسل کیا نبی اکرم ﷺ نے انہیں تلاش کیا جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرۃ آپ کہاں تھے۔

حدیث نمبر ۸

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ فِي الطَّرِيقِ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَجَدَ مِنْهُ رَائِحَةَ الْمِسْكِ.

(مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 1260، ج3، ص148، مسند البزار 7118)

اس کی سند صحیح ہے شیخین اس حدیث کی سند کے بارے میں کہتے ہیں

وروى ابو يعلى وَالْبَزَّار بِإِسْنَاد صَحِيح عَن أنس رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ: كَانَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِذا مر فِي طَرِيق من طرق الْمَدِينَة وجد مِنْهُ رَائِحَة الْمسك فَيُقَال: مر رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من هَذِه الطَّرِيق

(عمدۃ القاری، ج16، ص109، فتح الباری ج6، ص574)

طرز استدلال

اگر حضور ﷺ آج بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو خوشبو آج بھی ہر جگہ محسوس ہوتی اور اسی خوشبو سے پہچانا جاتا کہ حضور ﷺ یہی ہیں۔

خان صاحب بریلوی اپنے دوست برکات احمد کی قبر کی خوشبو کے بارے میں کہتے ہیں:
"مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی"۔

(ملفوظات، حصہ دوم، ص142)

Scanned with CamScanner

ہمارے نزدیک یہ واقعہ جھوٹ اور گستاخی پر محمول ہے لیکن ہم الزاما کہہ رہے ہیں کہ روضہ رسول ﷺ کے پاس خوشبو اس لئے محسوس ہوئی کہ حضور ﷺ وہاں موجود ہیں اگر ہر جگہ موجود ہوتے تو یہ خوشبو ہر جگہ محسوس ہوتی۔

نوٹ: ماقبل میں علم غیب کے ضمن میں ذکر کردہ دلائل بھی یہاں کام آئیں گے۔

Scanned with CamScanner

بدعتی اکابر کے حوالہ جات

(۱) مولانا نقی علی خان والد مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''ابن مندہ و ابونعیم معرفۃ الصحابہ میں حضرت ربیعہ بن وقاص سے راویت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تین مقامات ایسے ہیں کہ ان میں بندے کی دعا رد نہیں کی جاتی ان میں سے ایک وہ بندہ جو جنگل میں کھڑا ہو کر اس حال میں نماز ادا کرے کہ اسے اس کے رب عزوجل کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔

(فضائل دعا ص 225 مکتبہ مدینہ)

اگر حضور ﷺ بھی دیکھتے ہیں تو مولانا کا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ رب عزوجل کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔

(۲) بدعتیوں نے علامہ سبکی رحمہ اللہ کی معروف کتاب شفا السقام کا ترجمہ کیا ہے اس میں ہے:

''حضرت ابوبکرؓ سے منقول ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنا نہ نبی کی زندگی میں جائز تھا نہ موت کے بعد۔ حضرت عائشہؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر حضور کی قبر مبارک کے پاس کوئی کھٹکا کرتا ہے تو کہلاتی تھیں حضور کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ حضرت علیؓ نے اپنے گھر کی چوکھٹ وغیرہ بنوائی تو مناصع میں لے جا کر بنوائی جو آبادی سے باہر جنگل ہے تا کہ قبر مبارک کے پاس کھٹکا نہ ہو۔ علامہ سبکی آگے لکھتے ہیں صحابہ کرامؓ آنحضور ﷺ کی تعظیم کیوجہ سے قبر کے پاس بہت پست آواز سے گفتگو کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمرؓ مسجد میں تشریف فرما تھے دونو جوان مسجد میں آئے اور بلند آواز سے آپس میں باتیں کرنے لگے حضرت عمرؓ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا ہم طائف کے باشندے ہیں طائف سے آئے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم مدنی ہوتے تو ابھی تمہارے کوڑے لگاتا''۔

(زیارت خیر الانام ترجمہ شفاء السقام ص 147،146، مصدقہ ابوالحسن زید فاروقی)

Scanned with CamScanner

اگر صحابہ کا عقیدہ ہوتا کہ حضور ﷺ ہر جگہ سے سنتے ہیں تو جنگل جانے کی ضرورت نہ تھی اور یہ خاص تعظیم قبر رسول ﷺ کے پاس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

اس عقیدے کے کفر پر حوالہ جات

ماقبل میں علم غیب کے باب میں ذکر کردہ فتاوی یہاں بھی کام آسکتے ہیں۔ مزید ملاحظہ ہوں:

(۱) علامہ عبدالحئی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''واقعی انبیاء، واولیاء، کو ہر وقت حاضر و ناظر جاننا اور اعتقاد رکھنا کہ ہر حال میں وہ ہماری ندا سنتے ہیں اگرچہ ندا دور سے بھی ہو شرک ہے۔

(مجموعۃ الفتاوی ج 1 ص 46)

(۲) فتاوی مسعودی میں ہے:

''یارسول اللہ کہنا مثل سونے اور نشست اور کار وغیرہ کے وقت ممنوع ہے اور بہ نیت حاضر و ناظر کہنا موجب شرک کا ہے''۔

(فتاوی مسعودی ص 529 مصدقہ عبدالحکیم شرف قادری بریلوی، مولوی منشا تابش قصوری بریلوی)

(۳) علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال علماءنا من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر

(البحرالرائق ج 5 ص 124)

یعنی ہمارے احناف فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہیں اور جانتی ہیں تو ایسا شخص کافر ہے۔

(۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انبیاء مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب وشنیدن فریاد ہرکس در ہر جا وقدرت بر جمیع مقدرات ثابت کنند۔

(تفسیر عزیزی ج 1 ص 55)

Scanned with CamScanner

انبیاو مرسلین کیلئے لوازم الوہیت ثابت کرے جیسے علم غیب اور ہر جگہ سے ہر ایک کی فریاد سننے کی طاقت اور جمیع مقدورات پر ان کیلئے قدرت ثابت کرنا (یہ سب شرک ہے)

حاضر و ناظر کے عقیدے میں ندائے غیبی اور حاجت روائی شامل ہے۔

(۳) بدعتیوں کے مناظر اعظم مولانا نظام الدین ملتانی فقہاء احناف کا مسلک نقل کرتے ہیں:

(۱) اگر کسے اعتقاد دارد کہ ارواح مشائخ حاضر اند و ہر چیز میدانند او چہ حکم است؟

جواب: او کافر است فی البزازیہ من قال ارواح المشائخ حاضرون یعلمون یکفر

(انوار شریعت ج ا ص 239 سنی دار الاشاعت فیصل آباد)

اگر کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ ارواح مشائخ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتی ہیں اور ہر چیز جانتی ہیں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر ہے فتاوی بزازیہ میں ہے جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور ہمارے حالات جانتی ہیں وہ کافر ہے۔

(۲) ہر آن ہر وقت حاضر ناظر خداوند کریم لم یلد و لم یولد کا خاصہ ہے اور وہ ذات لا یزال لیس کمثلہ شیء ہے اور اس کی صفات بھی لیس کمثلہ شیء ہیں اور اسی طرح کی صفات ذاتیہ میں کسی انبیاء اولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا سمجھنا اور اس پر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے چنانچہ فتاوی بزازیہ سے مولانا عبد الحئی مرحوم و مغفور اپنے فتاوی جلد اول ص 328 و جلد 3 ص 5 میں بایں طور پر تحریر فرماتے ہیں:

''و تزوج بلا شهود و قال خدائے و رسول و فرشتگان را گواه کردم یکفر لانه اعتقد ان الرسول و الملک یعلمان الغیب و نیز بزازیه است و عن هذا قال علمائنا من قال ان الارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر''

(انوار شریعت، ج 2 ص 239)

اہلِ بدعت کے دلائل

دلیل نمبر ۱

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تو رسول ''ہیں'' نا تھے تو نہیں ناں؟ حاضر ناظر ہیں اس لئے تو ہیں۔ (براہین صادق)

جواب: خدا اس جاہلوں کے ٹولے کو ہدایت دے۔ عرض ہے کہ آپ کا عقیدہ یہاں ''ہیں'' کے لفظ سے ثابت ہو رہا ہے اور یہ ''ہیں'' اردو کا ہے عربی میں نہیں۔ اس کا مطلب ہوا کہ آپ کا یہ عقیدہ محمد عربی ﷺ کا تو نہیں کسی ''عجمی'' کا ہے۔ تبھی تو اس کی دلیل بھی عجمی الفاظ میں مل رہی ہے۔ باقی رہی محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت تو نبی اکرم ﷺ اللہ کے رسول تھے ہیں اور رہیں گے۔ مگر اس سے حاضر و ناظر کا عقیدہ وہ بھی آپ ﷺ کیلئے کہاں ثابت ہے؟ یہ تو ان کے منصب رسالت کی گواہی ہے اور یقیناً آپ ﷺ کی رسالت تمام جہاں کو شامل ہے اور قیامت تک باقی ہے۔ مگر منصب کی بقاء سے ذات کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا کیسے ثابت ہوا؟ کوئی کہے ''حجاج بن یوسف پاکستان کے وزیر اعظم ہیں'' یہ آپ کا ''ہیں'' اس جملے میں بھی ہے تو کیا اب حجاج بن یوسف کو ہر جگہ حاضر و ناظر مان لو گے؟ اور اس کے ثبوت پر مناظرے کرو گے؟ ''یہ میرے خاندان کے لوگ ہیں''۔ لیجئے یہ ''ہیں'' یہاں بھی ہے۔ میرے خاندان کو بھی حاضر و ناظر مانو۔

دلیل نمبر ۲

قرآن میں ہے وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر اور دوسرے مقام پر اللہ کا ارشاد ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین بے شک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے اور اللہ فرماتا ہے و رحمتی وسعت کل شیء میری رحمت تمام چیزوں کو وسیع ہے۔ جب اللہ کی رحمت محسنوں سے قریب ہے اور نبی کرم ﷺ رحمت ہیں تو محسنوں کے قریب ہو کر حاضر و ناظر ہیں۔

جواب: ماقبل میں جو اصول تفسیر بتائے گئے ان کے مطابق کسی کا قول پیش کرو جس نے ان آیات

سے حضور ﷺ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا مراد لیا ہے۔

(۲) ماقبل میں جو جو عقیدے ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک پر بھی یہ آیت منطبق نہیں ہو رہی لہذا اپنا عقیدہ جو آپ نے لکھوایا ہے اس پر اس آیت کو منطبق کر کے تقریب تام کریں۔

(۳) اس سے حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنا بھی آپ کی جہالت ہے اس لئے کہ اس میں "رحمۃ" مفعول لہ ہے اور اس کا اور اس کے فعل کا فاعل ایک ہی ہوتا ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے یہ ہمارا بھیجنا تمام جہانوں پر اپنی رحمت کرنا ہے۔

(۴) بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ (الاعراف، آیت 57) اس آیت میں بارش پر رحمت کا اطلاق ہوا ہے۔ ثم اذا اذاقهم منه رحمة (روم، پارہ ۲۱) اس آیت میں سختی اور تکلیف کے بعد کے چین کو آرام کہا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو جو کرامات وغیرہ عطا ہوئیں ان کو بھی رحمت کہا گیا وَاٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا (کہف، پارہ ۱۵) اب ان تمام کو بھی حاضر و ناظر مانیں۔

(۵) بالفرض یہی مراد ہو جو آپ لے رہے ہیں پھر بھی آپ کا دعوی ثابت نہیں اس لئے کہ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ آپ صرف "محسنین" کیلئے حاضر و ناظر ہوں گے جمادات، نباتات، چرند پرند، حیوانات، غیر مسلم پھر مسلم (کیونکہ محسنین کا درجہ تو مومنین سے بھی آگے ہے) کیلئے تو حاضر و ناظر نہ ہوں گے تو قرآن کی اس کھلی تحریف کے بعد بھی آپ کا عقیدہ تو ثابت نہ ہو سکا۔

دلیل نمبر ۳

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (8) لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (9)

(سورۃ الفتح، آیت 9،8، مدنیہ)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (45) وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا (46)

(سورۃ الاحزاب، آیت 46،45، مدنیہ)

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا (15)

Scanned with CamScanner

(سورۃ مزمل، آیت 15 مکتبہ)

نوٹ: مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اس آیت کے ترجمہ ''حاضر و ناظر'' کے الفاظ سے کیا اور ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے حاضر و ناظر کے منکر نہیں نہ اس سے آپ کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ افسوس تحریف قرآن کے بعد بھی کچھ نہ ملا۔

جواب:

ان آیت میں کہیں بھی یہی نہیں کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کائنات کی تخلیق سے پہلے پوری کائنات کے ذرے ذرے سے واقف تھے اور ہر جگہ موجود ہیں۔ مفسرین نے اس کے تین معنی بیان کئے ہیں:

(۱) گواہ ہیں اس بات کہ آپ نے ان تک دین پہنچا دیا اور آپ سے پہلے انبیاء نے بھی اپنی امتوں تک ابلاغ حق کر دیا تھا۔ جیسا کہ ان شاء اللہ آگے بخاری کی حدیث سے آ رہا ہے۔

(۲) آپ شاہد یعنی گواہی دنے والے ہیں لا الہ الا اللہ کے یعنی اللہ کی وحدانیت والوہیت کی گواہی دینے والے ہیں۔

(۳) آپ کے اول مخاطبین مشرکین مکہ تھے تو ان کی گواہی دیں گے کہ کون لوگ آپ پر ایمان لائے اور کن لوگوں نے آپ کا انکار کیا۔ یہی معنی امام غرناطی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

شاهِداً عَلَيْكُمْ أي يشهد على أعمالكم من الكفر والإيمان والطاعة والمعصية وإنما يشهد على من أدركه لقوله صلى الله عليه وسلم: أقول كما قال أخي عيسى وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً ما دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ [المائدة: 117]

(التسهيل لعلوم التنزيل، ج 2، ص 454، لابي القاسم، محمد بن احمد بن محمد بن عبد الله ابن جزي الكلبي الغرناطي المتوفى: 741ھ)

آپ ﷺ ان کے اعمال کی گواہی دیں گے کہ جس نے کفر کیا نافرمانی کی اور ایمان لایا اور

اطاعت کی اور یہ گواہی ان لوگوں کی ہوگی جن کو آپ نے پایا یعنی آپ کی حیات میں جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور جن لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کیا۔

جن مفسرین نے اعمال پر گواہ کی تفسیر کی ہے ان کی مراد یہی ہے۔ بالفرض پوری امت مسلمہ کے اعمال کی گواہی ہو تو وہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ عرض اعمال ہوتا ہے اجمالی لہذا یہ تفسیر بھی ہمارے مخالف نہیں۔

سورہ احزاب کی تفسیر مفسرین کے اقوال سے ملاحظہ ہو:

وَعَلَى هَذَا فَالنَّبِيُّ بُعِثَ شَاهِدًا اىْ مُتَحَمِّلًا لِلشَّهَادَةِ وَيَكُونُ فِي الْآخِرَةِ شَهِيدًا اىْ مُؤَدِّيًا لِمَا تَحَمَّلَهُ ثَانِيهَا: انَّهُ شَاهِدٌ انْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَلَى هَذَا لَطِيفَةٌ وَهُوَ انَّ اللَّهَ جَعَلَ النَّبِيَّ شَاهِدًا عَلَى الْوَحْدَانِيَّةِ وَالشَّاهِدُ لَا يَكُونُ مُدَّعِيًا فَاللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَجْعَلِ النَّبِيَّ فِي مَسْالَةِ الْوَحْدَانِيَّةِ مُدَّعِيًا لَهَا لِانَّ الْمُدَّعِيَ مَنْ يَقُولُ شَيْئًا عَلَى خِلَافِ الظَّاهِرِ وَالْوَحْدَانِيَّةُ اظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَالنَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ ادَّعَى النُّبُوَّةَ فَجَعَلَ اللَّهُ نَفْسَهُ شَاهِدًا لَهُ فِي مُجَازَاةِ كَوْنِهِ شَاهِدًا لِلَّهِ فقال تعالى: وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ [المنافقون: 1] وَثَالِثُهَا: انَّهُ شَاهِدٌ فِي الدُّنْيَا بِاحْوَالِ الْآخِرَةِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْمِيزَانِ وَالصِّرَاطِ وَشَاهِدٌ فِي الْآخِرَةِ بِاحْوَالِ الدُّنْيَا بِالطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ وَالصَّلَاحِ وَالْفَسَادِ

(تفسیر کبیر ج25، ص173)

قَوْلُهُ تَعَالَى: (شاهِداً) قَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ: "شاهِداً" عَلَى أُمَّتِهِ بِالتَّبْلِيغِ إِلَيْهِمْ وَعَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ بِتَبْلِيغِ انْبِيَائِهِمْ ونحو ذلك.

(تفسیر قرطبی، ج14، ص200)

تفسیر بغوی میں ہے:

شاهدا للرسل بالتبليغ (تفسیر بغوی)

Scanned with CamScanner

سورہ مزمل کی تفسیر میں امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا مَعْنَىٰ كَوْنِ الرَّسُولِ شَاهِدًا عَلَيْهِمْ الْجَوَابُ: مِنْ وَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ: اَنَّهُ شَاهِدٌ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِكُفْرِهِمْ وَ تَكْذِيبِهِمْ الثَّانِي: الْمُرَادُ كَوْنُهُ مُبَيِّنًا لِلْحَقِّ فِي الدُّنْيَا وَمُبَيِّنًا لِبُطْلَانِ مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْكُفْرِ لِاَنَّ الشَّاهِدَ بِشَهَادَتِهِ يُبَيِّنُ الْحَقَّ وَلِذٰلِكَ وُصِفَتْ بِاَنَّهَا بَيِّنَةٌ فَلَا يَمْتَنِعُ اَنْ يُوصَفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ اِنَّهُ بَيَّنَ الْحَقَّ وَهٰذَا بَعِيدٌ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ قَالَ: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطاً اَيْ عُدُولًا خِيَارًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً [البقرۃ: 143] فَبَيَّنَ اَنَّهُ يَكُونُ شَاهِدًا عَلَيْهِمْ فِي الْمُسْتَقْبَلِ وَلِاَنَّ حَمْلَهُ عَلَى الشَّهَادَةِ فِي الْآخِرَةِ حَقِيقَةٌ وَحَمْلُهُ عَلَى الْبَيَانِ مَجَازٌ وَالْحَقِيقَةُ اَوْلَىٰ.

(تفسیر کبیر، ج30، ص391)

شاھد شہیدٌ کی تفسیر ہے

مفسرین نے "شاہد" کی تفسیر "شہید" کو قرار دیا ہے یعنی جن آیات میں آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کی امت کو شہید کہا گیا وہ اس شاہد کی تفسیر ہے۔ وہ آیات مندرجہ ذیل ہیں:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

(سورۃ البقرۃ آیت 143)

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

(سورۃ النسا، آیت 41)

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

(سورۃ الحج، آیت 78)

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (41)

Scanned with CamScanner

(سورۃ النسا، آیت 41)

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ

(سورۃ النحل، آیت 89)

ان آیات کی تفسیر حدیثِ مبارکہ سے

حدیث نمبر ا

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَابُو أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيرٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَقَالَ ابُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا ابُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُولُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا اتَانَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَتَشْهَدُونَ انَّهُ قَدْ بَلَّغَ { وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا } فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ { وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا } وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ

(بخاری، ج 2، ص 645)

قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا وہ حاضر ہوں گے ان سے سوال ہوگا کہ کیا آپ نے اپنی امت کو تبلیغ کی تھی وہ کہیں گے بالکل۔ پھر نوح علیہ السلام کی امت سے سوال ہوگا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ وہ انکار کر دیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ہی نہیں۔ اللہ سوال کرے گا اے نوح تمہارا کوئی گواہ بھی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میری گواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم گواہی دو گے کہ ہاں انہوں نے تبلیغ کی تھی۔

Scanned with CamScanner

شاھد اور گواہی کا معنی بس اتنا تھا مگر نہ معلوم رضا خانی اسے کہاں سے کہاں لے گئے۔ اگر امتوں پر گواہی کیلئے ذرے ذرے کا علم ضروری ہے ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا ضروری ہے تو بتلائے کہ امت محمدیہ ﷺ پھر کیسے گواہی دے رہی ہے؟

حدیث نمبر ۲

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا ابُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا ابُو صَالِحٍ عَنْ ابِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا} قَالَ عَدْلًا {لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا}

(بخاری، ج 2، ص 1092)

(۲) اگر شاہد سے مراد ہر جگہ ہر آن موجود ہونا سب کی سننا دیکھنا مراد ہے تو حضرت ابن عباسؓ قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ قرآن اس سے پہلی کتب پر "شاہد" ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْنِي شَاهِداً عَلَى الْكُتُبِ الَّتِي قَبْلَهُ (تفسیر خازن، ج 2، ص 50، المائدہ 46،) تو اب جواب دیں کیا قرآن کو بھی حاضر و ناظر مانیں گے؟

(۳) شاہد کے معنی فقط علم کے بھی ہیں کہ جو جانتا ہو اس کو بیان کر دے اسے شاہد کہا جاتا ہے۔ اَلشَّاهِدُ الْعَالِمُ الَّذِيْ يُبَيِّنُ مَا عَلِمَهُ (لسان العرب، ج 3، ص 238، دار صادر بیروت) تو حضور ﷺ کو بھی وحی کے ذریعہ سابقہ امتوں کا جو حال معلوم ہوا اور انبیاء کی رسالت کا اس کو قیامت کے دن بیان فرمادیں گے اس میں ہر جگہ موجود ہو کر مشاہدہ کرنا لازم نہیں آتا۔

(۴) نبی کریم ﷺ کی امت کو بھی "شہید" کہا گیا پھر تو امتیوں کو بھی اسی معنی میں حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے۔

Scanned with CamScanner

(۵) رضاخانیوں کو مغالطہ یہاں سے لگا کہ شاید گواہی کیلئے موقع پر موجود ہونا ضروری ہے حالانکہ ایسا نہیں اگر یقینی ذرائع سے معلوم ہو تو اس کی بھی گواہی دی جاسکتی ہے:

مولانا ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں:

''اشیاء معروفہ میں شہادت سماعی بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کے سننے کا علمِ یقین حاصل ہو، اس پر شہادت دی جاسکتی ہے''۔

(تفسیر الحسنات ج 1 ص 278)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''کبھی اس چیز کی خبر کو شہادت کہتے ہیں جس کا اسکو یقین ہو یا وہ چیز مشہور ہو''۔

(تبیان القرآن ج 1 ص 1006)

اور فقہاء نے بھی لکھا ہے:

انما یجوز للشاھد ان یشھد بالاشتہاد و ذالک بالتواتر او اخبار من یثق بہ•

(ہدایہ ج 3 ص 157)

یعنی جو چیز کہ تواتر کی وجہ سے مشہور ہو جائے یا کسی ثقہ اور معتبر نے خبر دی ہو تو شاھد کو جائز ہے کہ گواہی دے دے۔ تو معلوم ہوگیا کہ گواہی کیلئے دیکھنا ضروری نہیں۔

اگر گواہی کیلئے دیکھنا موجود ہونا ضروری ہے تو پھر آج سے بریلوی بھائی اذان میں:

اشھد ان لا الہ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

اشھد ان محمدا رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں)

کی گواہی دینا چھوڑ دیں کیونکہ اللہ و رسول ﷺ کو آج کسی نے نہیں دیکھا۔

مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

''ہر گواہی میں گواہ کا واقعہ دیکھنا شرط نہیں''۔

(تفسیر نعیمی. ج 3. ص 178)

Scanned with CamScanner

مزید لکھتے ہیں:

''یہ قاعدہ ہی غلط ہے کہ گواہ کا سامنے ہونا اس کا کلام سننا ضروری ہے''۔

(تفسیر نعیمی، ج 7 ص 258)

(۶) اگر مان لیں کہ شاہد و شہید سے قیامت کے دن ابلاغ دین حق کی گواہی مراد نہیں بلکہ تمام امتیوں کے اعمال و افعال کی گواہی مراد ہے تو ہم کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ گواہی دیں گے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے اعتبار سے نہیں بلکہ آپکی امت کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے آپ ﷺ گواہی دیں گے، جیسا کہ بریلوی شیخ الحدیث علامہ عبد الرزاق بھترالوی لکھتے ہیں:

''تمام انبیاء کرام کو انکی امتوں کے اعمال پر مطلع کیا گیا ہے کہ فلاں آج اس طرح کر رہا ہے دوسرا شخص اس طرح کر رہا ہے انکو مطلع کرنیکی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی قیامت کے دن گواہی دے سکیں۔

(نجوم الفرقان ج 4 ص 48)

بریلوی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ تمام امتوں کے احوال پر مطلع ہونگے کیونکہ بغیر علم کے گواہی جائز نہیں نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالی نے تمام امتوں کے احوال اور افعال پر مطلع فرمایا اور انکی دنیا و آخرت کا آپ کو علم عطا فرمایا ہے خصوصا آپکی امت کے اعمال قبر انور میں آپ پر پیش کیے جاتے ہیں''۔

(تبیان القرآن ج 1 ص 572)

بریلوی علامہ ابو البرکات قادری لکھتے ہیں:

''کوئی دن ایسا نہیں مگر پیش آپکی امت کے اعمال کو صبح و شام کیا جاتا ہے پس آپ انکو نشانی اور ان کے اعمال کی وجہ سے پہچان لیتے ہیں اسی عرض اعمال کی وجہ سے آپ ان پر گواہی دیں گے''۔

(رسائل و مناظرے ابو البرکات ص 104)

Scanned with CamScanner

بریلوی علامہ شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

"نبی پاک ﷺ اپنی امت کے گواہ ہیں اور اس کا تقاضا ہے کہ آپ کے سامنے امت کے اعمال پیش کیے جائیں"۔

(اسلامی عقائد ص 277)

اگر عرض اعمال کی بنیاد پر ہر جگہ حاضر و ناظر کہا جائے تو پھر یہ اسی شرف قادری کی کتاب اسلامی عقائد کے ص 230 پر پورا باب عالم برزخ میں رشتہ داروں کے سامنے اعمال کا پیش کیا جانا بھی موجود ہے۔تو پھر سارے وفات شدہ حضرات کئی جگہوں پر حاضر و ناظر ہونگے۔یاد رہے کہ ہمارے نزدیک یہ عرض اعمال اجمالی ہے۔یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ یہ گواہی ہر جگہ حاضر و ناظر اور علمی غیب کلی کی وجہ سے نہیں دیں گے بلکہ جو اعمال اجمالی پیش کئے جاتے ہیں اس کی بنا پر دیں گے۔

حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں اس پر ایک حدیث

چونکہ بات شاھد بمعنی حاضر و ناظر ہونے کی چل رہی ہے تو امت میں شاھد یعنی حاضر و ناظر ہونے کی نفی پر خود نبی اکرم ﷺ کا قول ملاحظہ ہو:

فَاَقُولُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ وَيُوخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُولُ: اَصْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُولُ كَمَا قَالَ: الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ": {كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ , وَاَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} [المائدة: 117] {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [المائدة: 118]

(بخاری ج 2 ص 665)

یعنی قیامت کے دن میں بھی وہی کہوں گا جو میرے نیک بھائی عیسی بن مریم نے کہا کہ

کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم میں ان کی نگرانی کرتا رہا جب تک ان میں رہا اور جب تو نے مجھے اس دنیا سے اٹھالیا تو پھر تو ان ہی کا نگران و نگہبان تھا۔

معلوم ہوا کہ شاہد و شہید کا معنی ہر وقت ہر آن ہر جگہ حاضر و ناظر اور علیم بکل شیئ نہیں ورنہ آپ ﷺ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ یا اللہ میں تو ان پر شاہد تھا جب تک میں ان میں تھا میرے پردہ فرما جانے کے بعد نگہبان و علیم ان کے احوال کے تو آپ کے تھے۔

دلیل نمبر ۴

الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟

دیکھو حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ہر چیز کو ملاحظہ فرما رہے ہیں تبھی تو حضور ﷺ کی حیات سے پہلے کے واقعہ کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا یعنی آپ دیکھ رہے ہیں۔

جواب:

(۱) بالفرض یہی معنی ہو جو آپ نے کیا تو اس سے آپ کا عقیدہ تو ثابت نہ ہوا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ ہاتھیوں والوں کو آپ نے دیکھا۔ یہ جزئی واقعہ ہے اس سے کلی پر استدلال کیسے؟ میں نے الحمد للہ مکہ و مدینہ دیکھا تو اس کا مطلب ہے پوری دنیا کے ذرے ذرے کو دیکھ لیا؟ جو عقیدہ لکھوایا ہے اس پر دلیل پڑھو۔

(۲) اگر ''رؤیت'' ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے معنی میں ہوتی ہے تو پھر ان آیات کا مطلب بھی یہی بیان کریں:

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

(سورۃ لقمان۔آیت 20)

کیا تم لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اسے اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔

أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا

Scanned with CamScanner

(سورۃ نوح، آیت 15)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا فرمائے۔

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ

(سورۃ الانعام، آیت 6)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ

(سورۃ الاعراف، آیت 148)

بھلا کیا انہوں نے اتنا بھی نہیں دیکھا کہ نہ وہ ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ انہیں کوئی راستہ بتا سکتا ہے۔

أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ

(سورۃ النحل آیت 79)

کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ وہ آسمان کی فضاؤں میں اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

(سورۃ النمل، آیت 86)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات اس لئے بنائی کہ وہ اس میں سکون کر سکیں اور دن اس طرح بنایا کہ اس میں چیزیں دکھائی دیں۔

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ

(سورۃ یسین، آیت 31)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو اس طرح ہلاک کر چکے ہیں کہ وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آتے۔

ان آیات میں مشرکین مکہ سے تخاطب ہے اہل بدعت کی پیش کردہ آیت اور ان آیات میں

Scanned with CamScanner

صرف یہ فرق ہے کہ الم تر واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے اور ان آیات میں بعض صیغہ جمع مخاطب اور بعض جمع غائب لیکن مصدری معنی سب کا ایک ہے۔اب چاہئے کہ رضاخانی ان مشرکین مکہ کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر مانیں۔اور اس میں کوئی اچھنے کی بات نہیں جب آپ لوگ شیطان کو ہر جگہ حاضر ناظر مان سکتے ہیں تو ابوجہل وابولہب کو اپنا پیر و مرشد بنانے میں کیا مسئلہ ہے؟

(۳) بدعتی شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

" اَلَمْ تَرَ (کیا آپ نے نہیں دیکھا)" کی تحقیق

رؤیت کے معنی دیکھنا ہے اور یہ رؤیت قلبی یعنی علم کے معنی میں بھی آتا ہے اس لیے کہا آپ نے نہیں دیکھا اسکا معنی ہے کیا آپ نے نہیں جانا؟ یہ جملہ ان چیزوں کیلئے کہا جاتا ہے جو پہلے مذکور ہو اور جن کا پہلے علم ہو اور ان کا استعمال ان چیزوں کو یاد دلانے ان کو مقرر اور ثابت کرنے اور ان پر تعجب ڈالنے کیلئے ہوتا ہے اور کہیں اس کے بغیر بھی اس جملہ کو استعمال کیا جاتا ہے اس وقت یہ کسی چیز کی خبر دینے اور خبر پر تعجب میں ڈالنے کیلئے ہوتا ہے اور کبھی مجازاً استعمال کرتے ہیں اور جس نے کسی چیز کو نہیں دیکھا ہوا ہوتا اس کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دیتے جس نے اس چیز کو دیکھا ہوا ہوتا ہے تاکہ مخاطب اس پر متنبہ ہو کہ یہ چیزیں اس پر مخفی نہیں ہونی چاہئے تھی اور اسکو اس پر تعجب ہونا چاہیے تھا یا یہ بتلانا مقصود ہوتا ہے کہ یہ چیزیں شہرت کے اس درجہ میں ہے کہ کسی پر مخفی نہیں ہے حتی کہ مخاطب پر بھی مخفی نہیں اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اس کے بعد جو واقعہ ذکر کیا جارہا ہے اس پر غور و فکر کیا جائے اور اس سے عبرت حاصل کی جائے"۔

(تبیان القرآن ج 1 ص 874،873)

بدعتی شیخ الحدیث و مفسر قرآن علامہ عبدالرزاق بھترالوی لکھتے ہیں:

"الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم"

(سورۃ البقرۃ:243)

کیا آپ کو علم حاصل نہیں ہوا ان لوگوں کا جو نکلے اپنے گھروں سے۔

Scanned with CamScanner

بے شک رؤیۃ کا معنی کبھی بصیرت یعنی دل سے دیکھنا ہوتا ہے اور اس کا مطلب علم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے وارنامناسکنا کا معنی یہ ہے کہ ہمیں ہماری عبادت کا علم عطا فرما اور رب اللہ تعالی نے فرمایا: "فاحکم بین الناس بما ارٰك الله" (سورۃ النساء:105) کا معنی یہ ہے آپ فیصلہ فرمائیں لوگوں کے درمیان اس سے جو اللہ نے آپکو علم عطا کیا۔ رویت قلبی دل سے دیکھنا یعنی علم حاصل ہونے کی پھر دو قسمیں ہیں کبھی مخاطب کو پہلے علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ کلام کا تعلق ابتداء سے ہوتا ہے جس طرح کوئی شخص دوسرے کو کہے الم تر الی ماجرٰی علی فلان کیا تمہیں فلاں شخص کے جاری رہنے والے کام کا علم نہیں؟ اس کلام کا مقصد دوسرے کو بتانا ہوتا ہے جسے پہلے سے علم حاصل نہیں ہوتا۔ رویت قلبی کی دوسری قسم یہ ہے کہ جب کسی کو پہلے سے علم ہوتا ہے پھر بات کو پختہ کرنے کیلئے استفہام انکاری کے طور پر یہ کلام کیا جاتا ہے الم تر کیا تمہیں علم حاصل نہیں یعنی تمہیں علم حاصل ہے۔ دونوں معانی مراد ہو سکتے ہیں۔ پہلے معنی کے لحاظ سے اس آیت کریمہ میں یہ احتمال پایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پہلے اس واقعہ کا علم نہ ہو بلکہ اس آیت کریمہ کو نازل فرما کر آپکو علم عطا کیا گیا ہو دوسرے معنی کے لحاظ سے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اس آیت کریمہ کے نازل ہونے سے پہلے اس واقعہ کا علم حاصل تھا آپ کے علم کے مطابق آیت کریمہ کو نازل کیا گیا اب مطلب واضح ہے کہ یہ کہا گیا ہے کیا آپ کو علم حاصل نہیں؟ یعنی یقینا آپکو علم حاصل ہے الم تر کے خطاب سے ظاہر تو یہی ہے کہ یہ خطاب نبی کریم ﷺ کو کیا گیا لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ خطاب آپ کو بھی ہے اور آپ کے ساتھ آپ کی امت کو بھی"۔

(نجوم الفرقان ج6 ص 30.29.28)

اب معلوم ہوگیا کہ خطاب امت کو بھی ہو سکتا ہے تو کیا یہ بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو نگے۔

دوسری بات........ ان تفاسیر سے معلوم ہوئی کہ الم تر میں پہلے سے علم ہونا ضروری نہیں اور حاضر و ناظر ہونا تو بالکل بھی ضروری نہیں بلکہ بعض اوقات تعجب کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔ بعض اوقات متوجہ کرنے کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔ بعض اوقات وہ واقعہ اتنا مشہور ہوتا ہے کہ اس طرح بول

دیا جاتا ہے تو آپ علیہ السلام کو ان واقعات کے مشہور و معروف ہونے کی وجہ سے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ معلومات دینے کی وجہ سے علم تھا۔

احادیث سے استدلال

قبر میں مردے سے سوال ہوتا ہے:

مَا كنتَ تَقولُ فِي هَذَا الرجل

تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ دیکھو حضور ﷺ ہر ایک کی قبر میں حاضر و ناظر ہوتے ہیں تبھی تو ھذا سے اشارہ ہوگا۔

جواب:

(۱) بالفرض آپ کا استدلال مان لیں تو اس سے زیادہ سے زیادہ مومن و کافر کی قبر میں آنا ثابت ہوگا ہر ذرے ہر آن ہر گھڑی حاضر و ناظر ہونا کہاں سے ثابت ہوا؟۔

(۲) خبر واحد ہے عقائد میں حجت نہیں۔

(۳) یہ بھی غلط ہے کہ حضور ﷺ خود قبر آتے اور حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ دعوی بلا دلیل ہے اور ھذا سے اشارہ صرف حاضر کی طرف ہو یہ بھی ضروری نہیں کبھی حاضر فی الذہن کی طرف بھی ھذا سے اشارہ کر دیا جاتا ہے۔

علامہ مناوی رحمہ اللہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مَا هَذَا الرجل الَّذِي كَانَ فِيكُم

وَفَهِمَ بعضُ مِنَ لفظ الإشارةِ أنه يُكْشَفُ له عن النبي صلى الله عليه وسلم حتى يَرَاه عِياناً فيُقال ما تقول في هذا وأبطله ابنُ جماعة بأنَّ الإشارة تُطلَقُ في كلامهم على الحاضر والغائب كما يقول المرءُ لصاحبه ما تقول في هذا السلطان وهما لم يَرَيَاهُ

(فیض القدیر للمناوی، ج2، ص372)

بعض لوگوں نے اس حدیث میں اسم اشارہ سے یہ سمجھا کہ مردے کیلئے حضور ﷺ کی قبر

Scanned with CamScanner

مبارک سے پردہ ہٹادیا جاتا ہے(یعنی قبر مبارک منکشف کردی جاتی ہے) یہاں تک کہ وہ حضورﷺ کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے ان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ مگر ابن جماعہ نے اس معنی کو رد کیا ہے یہ کہہ کر کہ ھذا اسم اشارہ کا اطلاق حاضر و غائب دونوں پر کیا جاتا ہے جیسے ایک شخص اپنے ساتھی سے کہتا ہے اس بادشاہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حالانکہ وہ دونوں بادشاہ کو نہیں دیکھ رہے ہوتے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ:

وَسُئِلَ هَل يُكْشف لَهُ حَتَّى يرى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَأجَاب انه لم يرد حَدِيث وَإِنَّمَا إدعاه بعض من لَا يُحْتَج بِهِ بِغَيْر مُسْتَند سوى قَوْله فِي هَذَا الرجل وَلَا حجَّة فِيهِ لِأَن الْإِشَارَة إِلَى الْحَاضِر فِي الذِّهْن

(شرح الصدور ص 146)

کیا قبر میں میت کیلئے درمیانی پردے اٹھائے جاتے ہیں حتی کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتی ہے؟ تو حافظ صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا بعض ایسے لوگ جن کی بات حجت نہیں ہو سکتی بغیر کسی دلیل اور سند کے ھذا الرجل سے یہ احتجاج کیا ہے مگر ان کی بات حجت نہیں کیونکہ ھذا کا اشارہ حاضر فی الذہن کیلئے آیا ہے۔

اہل بدعت کی دعوت اسلامی کی مجلس علمی اس کا ترجمہ یوں کرتی ہے:

''کیا میت کے سامنے سے پردے ہٹ جائیں گے کہ وہ پیارے آقا ﷺ کو دیکھ لے؟: جواب: اس سلسلے میں کوئی حدیث نہیں آئی محض بعض ایسے افراد کا دعوی ہے جو کسی مستند دلیل کے بغیر قابل حجت نہیں صرف لفظ ھذا الرجل سے استدلال کیا گیا ہے لیکن یہ دلیل صحیح نہیں کیونکہ ھذا کا اشارہ ذہن میں موجود چیز کیلئے بھی ہوتا ہے''۔

(شرح الصدور ص 263 مکتبہ المدینہ)

امام عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

Scanned with CamScanner

الاشارة اما لحضور النبی ﷺ فی الاذہان او لانہ ینکشف صورتہ علی المیت والاول مختار شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی

(نبراس ص 319)

ھذا اسم اشارہ سے اشارہ یا تو حضور ﷺ کے حاضر فی الذہن کی وجہ سے کیا جائے گا یا اس لئے کہ میت پر حضور ﷺ کی صورت کو منکشف کر دیا جائے گا پہلے قول یعنی اشارہ حسی کو شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کہتے ہیں:

''اس کے بعد سوال کرتے ہیں ما تقول فی ھذا الرجل ان کے بارے میں کیا کہتا ہے اب معلوم نہیں کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھایا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتلائی''۔

(ملفوظات حصہ چہارم ص 415)

لو جی قصہ ہی ختم شریعت نے تو اس باب میں کوئی تفصیل ہی نہیں بتلائی کہ حضور ﷺ خود قبر میں حاضر و ناظر ہوتے ہیں یا نہیں مگر آج کے یہ بدعتی اس سے عقیدہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور عقیدہ بھی ایسا جو نہ مانے کافر۔

مفتی احمد یار گجراتی صاحب کا ایک ڈھکوسلہ

مفتی احمد یار گجراتی اس کے جواب میں کہتے ہیں:

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ ھذا الرجل معہود ذہنی کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتے مردے سے پوچھتے ہیں کہ وہ جو تیرے ذہن میں موجود ہیں انہیں تو کیا کہتا تھا؟ مگر یہ درست نہیں کیونکہ ایسا ہوتا تو کافر میت سے سوال نہ ہوتا کیونکہ وہ تو حضور علیہ السلام کے تصور سے خالی الذہن ہے۔ نیز کافر اس کے جواب میں یہ نہ کہتا میں نہیں جانتا بلکہ پوچھتا تم کس کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ اس کے لا ادری کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو آنکھوں سے دیکھ تو رہا ہے مگر پہچانتا نہیں اور یہ اشارہ خارجی ہے''۔

Scanned with CamScanner

(حاشیہ شرح الصدور ص263)

مفتی صاحب کی تاویل سے حاصل ہونے والا اہم اصول

مفتی صاحب کے جواب کی طرف آنے سے پہلے ان کی اس عبارت سے جو ایک اہم اصول ہمیں ملا اس کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا۔

معہود فی الذہن کا قول ہم نے:

(۱) شیخ الاسلام علامہ ابن حجر رحمہ اللہ۔

(۲) علامہ سیوطی رحمہ اللہ۔

(۳) علامہ ابن جماعۃ رحمہ اللہ۔

(۴) علامہ مناوی رحمہ اللہ۔

ان چار حضرات سے نقل کیا۔ مفتی احمد یار گجراتی صاحب نے ''قال بعض الناس'' کہہ کر اس قول کو غیر صحیح کہہ کر رد کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقیدے کے معاملے میں بھی علماء سے غلطی ہو سکتی ہے۔ اور ان کی بات عقیدے کے باب میں حجت نہیں۔ لہذا آل بدعت حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ علم غیب، حاضر و ناظر اور دیگر عقائد کے باب میں کسی امتی کا قول خواہ وہ کتنے ہی بڑے درجے کا ہو پیش نہ کریں۔ قرآن وحدیث کی صریح نصوص اور جمہور کے اقوال ہی ہمارے لئے حجت ہیں۔ اس کے برخلاف جس کا بھی قول ہو ہماری طرف سے پیشگی جواب ہے:

''ان کا یہ قول درست نہیں''

مفتی صاحب کی تاویل کا جواب

مفتی صاحب نے کہا کہ:

''اگر معہود فی الذہن ہوتا تو کافر پوچھتا ''کون؟ تم کس کی بات کر رہے ہو؟ کیونکہ کافر تو خالی الذہن ہے'' (مفہوم)

حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ وہ واقعی نہیں پہچان پائے گا اور پوچھے گا فرشتوں سے کہ کس کے

Scanned with CamScanner

بارے میں سوال کر رہے ہو؟ چنانچہ مستدرک کی ایک حدیث میں ہے:

فَيُقَالُ لَهُ: مَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: أيُّ رَجُلٍ فَيَقُولُونَ: الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ. قَالَ: فَلَا يَهْتَدِي لَهُ قَالَ: فَيَقُولُونَ: مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ: سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوا فَقُلْتُ كَمَا قَالُوا

(مستدرک، رقم 1403)

اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں تھا؟ اور تیری اس کے بارے میں کیا گواہی ہے؟ وہ کہے گا تم کس شخص کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو تم میں تھا۔ یہ سب کچھ ہونے کے بعد بھی وہ پہچان نہیں پاتا (کہ کس شخصیت کے بارے میں سوال ہو رہا ہے؟) تو فرشتے کہیں گے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ تو وہ کہے گا کہ میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ کہتے سنا تو ہے۔ تو میں بھی وہی کہتا ہوں جو انہوں نے کہا۔

لیجئے جناب مفتی صاحب! وہ کافر واقعی خالی الذہن ہوگا اور سوال کرنے پر نہیں پہچان پائے گا کہ کون ہے؟ پھر بتلایا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کر رہے ہیں یہ روایت اس باب میں بالکل واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے نہیں ہوں گے۔ کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں یوں ہے:

فَيُقَالُ: أَرَأَيْت هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَاذَا تَقُولُ فِيهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ قَالَ فَيَقُولُ: أيُّ رَجُلٍ قَالَ: فَيُقَالُ الَّذِي فِيكُمْ فَلَا يَهْتَدِي لِاسْمِهِ فَيُقَالُ: مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْت النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلاً فَقُلْت كَمَا قَالُوا

(مصنف ابن ابی شیبہ۔ ج3،ص 384، رقم 12188)

لیجئے اس حدیث میں ہے کہ سامنے دیکھ کر لا ادری نہیں کہے گا بلکہ اس سے نبی اکرم

ﷺ کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ کہے گا جس آدمی کا تم ذکر کرہے ہو میں اس کو نہیں پہچانتا۔ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔

ارایتک ھذا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ ايُّ رَجُلٍ هُوَ مَاذَا تَقُولُ فِيهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: ايُّ رَجُلٍ فَيُقَالُ: الَّذِي كَانَ فِيكُمْ فَلَا يَهْتَدِي لِاسْمِهِ حَتَّى يُقَالُ: مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ: مَا ادري سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ

(اثبات عذاب القبر ص 61 والاعتقاد للبیہقی ص 290، المعجم الاوسط، رقم الحدیث 2630

بہر حال! یہ روایات اس باب میں نص ہیں کہ حضور ﷺ سامنے نہیں ورنہ فرشتے ''الذی کان فیکم '' نہ کہتے اور کافر کی طرف سے پہچان نہ پانے پر یہ کہتے کہ بھائی یہ جو سامنے شخصیت ہیں ان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ بلکہ حضور ﷺ کا نام بتلایا کہ جو تمہاری طرف مبعوث ہوئے جس کا نام محمد ﷺ ہے اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو کہے گا کہ وہی جو لوگ کہتے (یعنی اس کی برادری)۔

ایک قابلِ غور نکتہ

اس باب میں اہل بدعت کی سوئی ''ما کنت تقول فی ھذا الرجل '' پر اٹکی ہوئی ہے۔ حالانکہ دیگر صحیح احادیث میں اس کی جگہ ''من نبیك'' کے الفاظ ہیں جو اہل بدعت کی خود ساختہ عقیدے کی ساری عمارت ہی کو منہدم کر دیتی ہے۔

پھر یہ بھی دیکھیں کہ ھذا میں دو احتمال ہیں:

(۱) ایک یہ کہ حاضر فی الذہن ہوں۔

(۲) دوسرا یہ کہ میت کے سامنے سے پردے ہٹادیے جائیں اور وہ روضہ رسول ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لے۔

اس دوسرے احتمال کو علمائے اسلام نے رد کیا گویا پہلا قول پسندیدہ ومختار ہے۔

رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ: ''حضور ﷺ خود قبر میں تشریف لاتے ہیں''۔ یہ قول امت مسلمہ میں

Scanned with CamScanner

سے کسی کا بھی نہیں۔سوال یہ ہے کہ جب ایک ہی لفظ میں کئی احتمال ہیں تو:

اول تو محتمل سے استدلال درست نہیں جیسا کہ شروع کتاب میں اصول میں گزر چکا۔

ثانیا اول احتمال یعنی حاضر فی الذہن کو علمائے اسلام کی تائید بھی حاصل ہے جس کی وجہ سے یہ جانب، جانب انکشاف پر راجح ہوگئی تو آخر جس ظنی احتمال کی ترجیح پر علمائے اسلام کے اقوال موجود ہیں اسے چھوڑ کر چودہ صدیاں بعد ایک نیا احتمال نکال کر اس پر عقیدے کی بنیاد کھڑی کر کے اعتقادی بدعت کا ارتکاب کیوں کیا جارہا ہے؟

دوسری حدیث

حدثنا بكرُ بن سَهْل ثنا نُعَيم بن حمَّاد المَرْوَزي ثنا بَقِيَّة عن سعيد بن سِنان ثنا أبو الزاهريَّة عن كَثير بن مُرَّة عن ابن عمر قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: » إنَّ اللهَ عَزَّ وجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيا فَانَا انْظُرُ إلَيْهَا وإلى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إلى يَوْمِ القِيَامَةِ كَانَّمَا انْظُرُ إلى كَفِّي هَذِهِ جِلِّيَانٌ مِنَ اللهِ جَلاهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جَلاهُ لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهِ

(المعجم الكبير،13،ص318،رقم14112)

اللہ تعالی نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمادیا پس ہم اس دنیا کو اور اس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھ رہے ہیں۔ اللہ نے اپنے نبی کیلئے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیا علیہم السلام کے لئے روشن فرمائی۔

جواب:

(۱) یہ روایت شدید ضعیف ہے اس میں ایک راوی''ابو مہدی سعید بن سنان حنفی کندی حمصی''ہے جو محدثین کے نزدیک سخت مجروح ہے۔

علامہ جوزجانی نے ان کی احادیث پر وضع کے اندیشہ کا اظہار کیا ہے۔احمد بن صالح نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔امام بخاری نے بھی منکر الحدیث کہا ہے۔امام نسائی نے متروک

Scanned with CamScanner

الحدیث کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج4،ص47)

وَقَالَ ابُو حاتم ضعيف الحديث.
وقَالَ البُخارِيُّ: منكر الحديث.
وَقَالَ النَّسائي: متروك الحديث.

(تہذیب الکمال للمزی، ج10،ص497، التاریخ الکبیر، ج3،ص478)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْبُخَارِيُّ: مُنْكَرُ الْحَدِيثِ
وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: لَيْسَ بِثِقَةٍ.
وَقَالَ النَّسَائِيُّ: مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

(تاریخ الاسلام،ص4،ج377)

امام احمد بن عدی فرماتے ہیں کہ خاص کر ابوزاہریہ سے روایت کرتے ہیں تو وہ غیر محفوظ ہوتی ہیں۔

(تہذیب الکمال، ج10،ص498)

اور یہ روایت بھی ابوزاہریہ سے ہے۔
یحیی بن معین نے ان کو سیئ الرائے اور لیس بشی کہا۔

(المجروحین لابن حبان،ص322)

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

كان يتهم بوضع الحديث

(العلل، ج5،ص51)

وقال أبو عبدالرحمن السلمي: وسألته - يعني - الدارقطني عن سعيد بن سنان، فقال: هما اثنان أبو مهدي حمصي يضع الحديث

(اکمال تہذیب الکمال، ج5، ص311)

عبدالرحمن سلمی فرماتے ہیں میں نے ان کے بارے میں دارقطنی سے پوچھا تو فرمایا کہ حدیثیں وضع کرتا۔

یحیی بن معین کہتے ہیں کہ ان کی روایت نقل کرنا ہی جائز نہیں سوائے جرح کی نیت سے۔

(اکمال تہذیب الکمال، ج5، ص311)

امام ہیثمی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ وُثِّقُوا عَلَى ضَعْفٍ كَثِيرٍ فِي سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ الرَّهَاوِيِّ.

(مجمع الزوائد، ج8، ص287، رقم14067)

اس کے باقی راویوں کی تو توثیق کی گئی ہے سوائے سعید بن سنان جو سخت ضعیف ہے۔

کنزالعمال میں ہے:

وسندہ ضعیف

(کنزالعمال، ج11، ص378، رقم31810)

اس کی سند ضعیف ہے۔

ایسے متروک الحدیث روای سخت ضعیف کی روایت عقائد کے باب میں پیش کرتے ہوئے آپ لوگوں کو ذرا حیا نہیں آتی؟ مولانا احمد رضا خان سے لیکر آج کے اصاغر تک اس روایت سے استدلال کرتے آرہے ہیں اور ذرا تحقیق کی توفیق نہیں مل رہی۔

مولانا منظور فیضی کا ایک چیلنج

''ایک ہزار روپیہ نقد انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو یہی جملہ (سندہ ضعیف) کنزالعمال میں طبرانی اور ابونعیم کی روایت کے بعد دکھادے جو جلد6، ص105 پر ہے قیامت تک کوئی نہیں دکھا سکتا تو جب یہ معلوم ہوا کہ سندہ ضعیف نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے نہ کہ طبرانی اور ابونعیم کی

Scanned with CamScanner

روایت سے"۔

(مقام رسول،ص 434)

واقعی جہالت میں رضاخانیوں کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اسی لئے ان کے سنجیدہ علماء ان مسائل پر قلم ہی نہیں اٹھاتے۔خدا کے بندے نعیم بن حماد کی سند کو ضعیف اسی لئے کہا گیا کہ اس میں راوی ''سعید بن سنان'' ہے اور یہی بنیادی راوی ''سعید بن سنان'' طبرانی اور حلیۃ کی سند میں بھی ہے۔ طبرانی کی سند ہم پیش کرچکے ہیں کتاب الفتن کی سند یوں ہے:

حدثنا الحكم بن نافع عن سعيد بن سنان حدثنا أبو الزاهرية عن كثير بن مرة أبي شجرة عن ابن عمر رضي الله عنهما

(کتاب الفتن،ص 27)

ابونعیم نے اس کی سند نقل کی

حدثنا سليمان بن أحمد حدثنا بكر بن سهل حدثنا نعيم بن حماد حدثنا بقية عن سعيد بن سنان حدثنا أبو الزاهرية عن كثير بن مرة عن ابن عمر

(حلیۃ الاولیا،ج 7،ص 214)

ملاحظہ ہو تینوں کی سند میں سعید بن سنان ہے۔اور مزے کی بات یہ ہے کہ طبرانی اور ابونعیم اسے ''نعیم بن حماد'' ہی سے نقل کررہے ہیں۔اب شیخ متقی ہندی نے جب نعیم بن حماد مروزی کی سند پر ضعیف کا حکم لگا دیا تو آگے دوبارہ اس کی صراحت محسوس نہیں کی اس لئے کہ دونوں جگہوں میں ضعف کی علت ایک ہی تھی۔یہ رضاخانیوں کی بدترین جہالت ہے کہ اس صنیع کو وہ حدیث کی صحت پر محمول کررہے ہیں۔

مولانا منظور فیضی کے متبعین کو چیلنج

مولوی صاحب تو اب اس دنیا میں نہیں رہے البتہ ان کی آل اولاد ان کے مزار سے خوب کمارہی ہے لہذا ہم چیلنج کرتے ہیں ہراس شخص کو ایک لاکھ روپے کا جو طبرانی،حلیۃ الاولیاء،کتاب

Scanned with CamScanner

الفتن" کی اس سند کو صحیح ثابت کر دے۔ فھل من مبارز۔

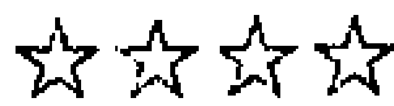
یاد رہے کہ اس میں ایک راوی "بقیہ بن ولید" بھی ہے جو مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے اور مفتی احمد یار گجراتی صاحب کا حوالہ علم غیب کی بحث میں گزر چکا کہ مدلس جب عن سے روایت کرے تو روایت ضعیف ہو جاتی ہے۔ تو یہ ضعف کی ایک اور وجہ ہو گئی۔

(۲) دلیل دعوے کے مطابق نہیں آپ کا ایک دعوی یہ ہے کہ حاضر و ناظر کی تکمیل، تکمیل قرآن کے ساتھ ہوئی جبکہ یہ واقعہ تکمیل قرآن سے پہلے کا ہے۔

(۲) اس میں تو ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا تھا تو اس صورت میں تو اس صفت میں حضور ﷺ کے ساتھ تمام انبیاء مشترک ہو گئے کیا آپ اسی کے قائل ہیں؟

(۳) اس میں آپ کا بنیادی استدلال "ما ھو کائن" میں "ما" کے عموم سے ہے اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ "ما" کا عموم کیلئے ہونا ضروری نہیں۔

(۴) اس میں قیامت تک ذرے ذرے، گدھے گھوڑے ان کی نسلوں وغیرہ کے علم کا ذکر نہیں بلکہ قیامت تک رونما ہونے والے بڑے بڑے فتنوں کا ذکر ہے جیسا کہ دیگر احادیث میں آیا ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابو نعیم اسے "کتاب الفتن" میں ذکر کیا۔ جبکہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے "الخصائص الکبری" اور علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے "شرح مواہب اللدنیہ" میں اسے فتن کی احادیث کے ضمن میں ذکر کیا۔



الحمد للہ انتہائی اختصار کے ساتھ بندہ نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے، تفصیل کے لیے امام اہل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب "آنکھوں کی ٹھنڈک" ملاحظہ ہو۔ جو اس باب میں افادو اجاد ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر کام کرنے والا کوئی بھی شخص ان کی کتب سے مستغنی نہیں ہو سکتا لہذا ان کی کتب کو مطالعہ میں ضرور رکھیں!!



Scanned with CamScanner